اہلسنت والجماعت کی عظیم دینی درسگاہ دارالعلوم فتحیہ سے جاری کردہ

مجلہ

الفتحیہ

احمد پور شرقیہ
بہاولپور

بیاد حضرت علامہ محمد عبداللہ رحمہ اللہ

سلسلہ اصلاحی نمبر ۱۹۳ اگست 2021ء

قیمت فی شمارہ 25 روپے

مضامین

- سیدنا موسیٰ علیہ السلام کا غلبہ پانا
- سیدنا حسین رضی اللہ عنہ
- ماہ محرم میں کرنے کے کام
- آخر عمر میں نیکیاں زیادہ کرنا
- کتابوں کا ادب
- سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا سفر آخرت
- مولانا قاری سعید الرحمن علوی رحمہ اللہ
- دعوت دین کا طریقہ کار
- چغل خوری کی مذمت
- اک بھکاری کی داستان

دارالعلوم فتحیہ

امیر حمزہ ٹاؤن گلشن بلال احمد پور شرقیہ ضلع بہاولپور

فکرِ آخرت پیدا کرنے کیلئے خود رسالہ کا مطالعہ کریں اور دوست احباب کو بھی پڑھنے کیلئے دیں۔

مستقل رسالہ جاری کروانے کیلئے اس نمبر پر رابطہ کریں۔ 0307-4034570

ملک سویٹس

تحصیل بازار نزد جامع مسجد غوث شاہ احمد پور شرقیہ

ہماری خاص سوغات خالص دیسی گھی سے تیار...، سوہن حلوہ اور تازہ کھوئے سے تیار شدہ برفی

پروپرائٹرز: اسلم پہلوان، حاجی طارق، ملک شعیب رابطہ 0303-6725892

سعد کلاتھ ہاؤس اینڈ کٹ پیس سنٹر

ہمارے ہاں تمام برانڈ کے کٹ پیس، گل احمد، الکرم، لکھانی۔ نیز اعلیٰ ورائٹی کا کپڑا دستیاب ہے

کھوکھا مارکیٹ نزد خان چوک نور شاہ بخاری روڈ احمد پور شرقیہ

محمد اختر بھٹی۔ رابطہ: 0303-6351861....0333-6351861

فرقان جنرل سٹور

تحصیل بازار نزد مچھلی والا پھٹہ احمد پور شرقیہ... ہمارے ہاں میک اپ کی ورائٹی ہول سول ریٹ پر دستیاب ہے

پروپرائٹرز: فرقان گردیزی، رضوان گردیزی اور اسامہ گردیزی رابطہ: 0300-6854481

اُسامہ گولڈ سمتھ

فینسی اور دلکش زیورات کا واحد مرکز، ہمارے ہاں سونے و چاندی کے خوب صورت اور دیدہ زیب

زیورات آپ کی پسند کے مطابق تیار کئے جاتے ہیں، نیز خالص کوکے کی ورائٹی بھی دستیاب ہے

نزد جامع مسجد صرافہ بازار احمد پور شرقیہ پروپرائیٹر: نصیر احمد 03077606518 / 0334.6166470

حاجی کریانہ سٹور

چوک عباسیہ کینٹ روڈ احمد پور شرقیہ

ہمارے ہاں اعلیٰ اقسام کے چاول، دالیں اور کریانہ کی تمام اشیاء ہول سیل ریٹ پر دستیاب ہیں

پروپرائیٹر:۔ ایم قاسم علی بھٹی 0302-8686780 / 0300-6844474

شاہین سٹین لیس سٹیل اینڈ کراکری سٹور

ہمارے ہاں ہر قسم کی کراکری، امپورٹڈ مارنل، ڈنر سیٹ، چینی اور میلا مین،

ہارٹ پارٹ، پریشر ککر اور الیکٹرونکس کی تمام وارئٹی دستیاب ہے۔

نزد باٹا شوز کنگن روڈ احمد پور شرقیہ، پروپرائیٹرز: محمد اصغر، ایم ارشد 0333-7660729

شاہ جی جنرل اینڈ جیولری سٹور

.ہمارے ہاں جیولری کا سامان سستے داموں پر دستیاب ہے

تحصیل بازار احمد پور شرقیہ... پروپرائٹر: محمد عرفان شاہ 0333-7051492

علی کولنگ مرکز

بالمقابل قبرستان نزد ڈیرہ نواب روڈ احمد پور شرقیہ

ہمارے ہاں فریج، اے سی اور ان کے پرزہ جات بھی دستیاب ہیں

رابطہ: لیاقت علی 0306-2376627...عکاشہ علی 0303-8684392...زین العابدین 0302-7880396

اپنے جائز کاروبار کی تشہیر کے لیے مجلّہ الفتحیہ میں اشتہارات دیں۔ اشتہار کے لئے رابطہ 0307-4034570

مجلّہ ''اَلْفَتْحِیَّہ'' احمد پور شرقیہ

سلسلہ اشاعت نمبر:۹۳...ذوالحجہ ۱۴۴۲ھ بمطابق اگست 2021ء

بدُعا

حضرت قاری سید عبدالعلیم شاہ صاحب، احمد پور شرقیہ

زیرِ سرپرستی

حضرت مولانا مفتی عطاء الرحمٰن صاحب: رئیس دارالعلوم مدنیہ بہاولپور۔

حضرت قاری اللہ بخش صاحب: مہتمم دارالعلوم فتحیہ، احمد پور شرقیہ۔

زیرِ نگرانی

حضرت مولانا محمد سلیمان صاحب مدظلہ، حضرت مولانا قاری اللہ نواز صاحب مدظلہ، حضرت مولانا مفتی عبدالمجید صاحب مدظلہ۔

مجلسِ ادارت

مدیرِ اعلیٰ: مفتی رب نواز 0307- 4034570

مدیر: مولانا محمد حسن.....

مجلسِ انتظام

منتظم: قاری محمد اسلم صاحب **ناظم:** مولانا محمد ارشد سندھل

مجلسِ مشاورت

اساتذہ دارالعلوم فتحیہ: حضرت مولانا محمد یار صاحب، حضرت مولانا محمد الطاف صاحب، حضرت مولانا مفتی زبیر العزیز صاحب، حضرت مولانا محمد طیب صاحب، حضرت مولانا مفتی منور احمد صاحب۔

زرِ تعاون

قیمت: 25 روپے، سالانہ فنڈ ڈاک خرچ سمیت 400 روپے

خط کتابت

مفتی رب نواز، دارالعلوم فتحیہ نزد امیر حمزہ ٹاؤن
احمد پور شرقیہ ضلع بہاول پور

میل ایڈریس

monthlyfathia@gmail.com

تحفہ دینے والے اپنا نام لکھیں اور نمائندہ حضرات مہر لگائیں

چند اہم مضامین

مضمون	صفحہ نمبر
اداریہ.... پاکستان اللہ کا انعام ہے	2
سلسلہ وار...درس قرآن	3
تذکرہ انبیاء/سیدنا موسیٰ علیہ السلام کا غلبہ پانا	5
تذکرہ صحابہ...سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ	6
چغل خوری کی مذمت	8
آخر عمر میں نیکیاں زیادہ کرنا	11
نکلتے سورج کے ملک جزائر فیجی کا سفر	12
حضرت مولانا شبیر الحق کشمیریؒ	14
ماہ محرم میں شادی	15
دعوت دین کا طریقہ کار	16
سیدنا حسین رضی اللہ عنہ	22
داعی کی چند صفات	23
غیر مقلدین کا امام ابوحنیفہؒ کو خراجِ تحسین	26
حضرت مولانا رمضان نعمانی رحمہ اللہ	33
ہم نے بکرا خریدا	34
اک بھکاری کی داستان	36
نکمی کہیں کی	38
عید کی سچی خوشی	39
کتابوں کا ادب	41
مختصر مگر پُر اثر	42
قارئین کے تاثرات/تبصرۂ کتب	48

مجلّہ ''الفتحیہ'' ایک اصلاحی مجلّہ ہے، خود پڑھیں اور دوسروں کو بھی ترغیب دیں...ادارہ کا مضمون نگار کی رائے سے کلی اتفاق ضروری نہیں۔

کَلِمَۃُ الْفَتْحِ

پاکستان اللہ کا انعام ہے

مدیر اعلیٰ

جناب محمد علی جناح صاحب نے پاکستان کے آزاد ہو جانے کے بعد فرمایا تھا:

''اپنا ملک ہے، اپنا جھنڈا ہے، اپنی حکومت ہے، اپنا سکہ ہے اور اپنا آئین و دستور ہے۔ کیا کسی قوم پر اس سے بڑھ کر خدا کا کوئی انعام ہو سکتا ہے۔''

(نقوش قائداعظم صفحہ ۳۴۷)

واقعۃً آزادی بہت بڑی نعمت ہے اور پاکستان کا آزاد مملکت ہونا اہلیان ملک کے لیے انعام الٰہی ہے۔ اس ملک کو بندرگاہ لگتی ہے، یہاں بلند و بالا پہاڑ، بہتے دریا، زرخیز زمینیں، گھنے جنگلات، چاروں موسم اور معدنی ذخائر موجود ہیں۔ مضبوط ترین بحری، بری اور فضائی فوج ہے، مزید یہ کہ ایٹمی قوت کے لحاظ سے مسلم ملکوں میں پاکستان کا نام سرفہرست شمار کیا جاتا ہے۔

یہ تو دنیاوی نعمتیں ہیں اور دین کے اعتبار سے دیکھا جائے تو یہاں ہزاروں کی تعداد میں علماء اور لاکھوں میں قرآن کے حافظ ہیں۔ حاجیوں کی کثرت کے حوالے سے یہ ملک گنتی کے ان چند ممالک میں شامل ہے جن میں حجاج باقی ملکوں کی بہ نسبت زیادہ ہیں۔ مساجد بھی کثرت سے ہیں۔ ایک ایک محلّہ میں چار چار، پانچ پانچ مسجدیں موجود ہیں۔ اس کے باجود رمضان میں مسجدیں کم پڑ جاتی ہیں، حفاظ کرام کو گھروں، ڈیروں، مارکیٹوں، مدرسوں اور بالا خانوں پہ تراویح پڑھنی پڑتی ہے کیونکہ حفاظ کی تعداد مساجد کی تعداد سے کئی گنا زیادہ ہے۔

اور مدارس دینیہ کا ملک میں جال بچھا ہوا ہے بلکہ مدارس کی پڑھائی تو کالج و یونیورسٹیوں سے بھی زیادہ مضبوط ہے۔ یہی وجہ ہے کہ عصری تعلیم حاصل کرنے کے لیے یہاں کے لوگ بیرون ملکوں میں جاتے ہیں جب کہ بیرون ملکوں کے طلبہ دینی تعلیم کے حصول کے لیے پاکستان آتے ہیں۔

اس نعمت پر دل و زبان سے اللہ کا شکر ادا کرنا چاہیے۔ اس عطیے پر شکرانہ کے نوافل بھی پڑھیں۔ اور بہترین شکر یہ ہے کہ اپنے آپ کو عبادتِ الٰہی میں وقف کر دیا جائے۔ شکرانے کے موقع پر جو لوگ ناچ گانوں میں مست ہو جاتے ہیں وہ اپنے عمل سے اس نعمت کی ناقدری کر رہے ہیں کیونکہ کسی بھی گناہ کا ارتکاب کرنا یہ سب سے بڑی احسان فراموشی ہے۔

اس شکریہ میں یہ بھی شامل ہے کہ دعائیں مانگتے رہیں کہ اے اللہ، ملک پاکستان کو استحکام نصیب فرما۔

دعا کے ساتھ ساتھ عملاً بھی وہ ذرائع استعمال کریں جن سے ملک کو استحکام نصیب ہو۔ مثلاً ملکی معیشت مضبوط بنائیں۔ پاکستانی مصنوعات کو زیادہ سے زیادہ استعمال میں لائیں، بیرون ممالک کے مشروبات پینے کی بجائے گنے کا رس اور پھلوں کا جوس پئیں اس سے پاکستانی معیشت مضبوط ہوگی ان شاء اللہ۔

ہو سکتا ہے کہ باہر کی طاقتیں ملک کو کمزور کرنے کے لیے عوام اور فوج کو ایک دوسرے سے بدظن کر دیں۔ اگر ایسی صورت پیدا ہو جائے تو محاذ آرائی کی بجائے مفاہمت کی صورت اختیار کی جائے۔ یہ فوج ہماری حفاظت کے لیے ہے، اپنے محافظوں سے بھڑنا کہاں کی دانش مندی ہے؟

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ وطن عزیز کو اندرونی و بیرونی ہر طرح کی سازشوں سے محفوظ فرمائے، آمین ثُمَّ آمین۔ (رب نواز عفا اللہ عنہ)

سلسلہ وار درسِ قرآن

حضرت مولانا محمد سلیمان صاحب دام ظلہ، شیخ الحدیث جامعہ فتحیہ احمد پور شرقیہ

اللہ تعالیٰ کا فرمان: وَ آمِنُوْا بِمَآ اَنْزَلْتُ الخ

ترجمہ: اور ایمان لے آؤ اس کتاب پر جو میں نے نازل کی ہے۔

آیت کا مفہوم

آمِنُوْا سے پہلے جو واؤ ہے یہ عاطفہ ہے اور یہ عطف تفسیری ہے جس کا مطلب یہ ہے پہلے جو فرمایا گیا تھا کہ اوفوا بعھدی الخ یعنی میرے عہد کو پورا کرو۔ اب اس ایفائے عہد کا مطلب صاف لفظوں میں بیان فرماتے ہیں کہ ایمان لے آؤ اس کتاب پر جو میں نے نازل کی ہے۔ (بیان القرآن بتوضیح یسیر)

یعنی اول تو محض اس وجہ سے تمہیں ایمان لے آنا چاہیے تھا کہ قرآن کو اللہ نے نازل کیا ہے جیسے تم تورات پر اس وجہ سے ایمان لائے کہ اللہ نے اس کو اتارا ہے، اسی طرح یہ قرآن بھی اللہ کی اتاری ہوئی کتاب ہے۔ اس طرح اس پر بھی ایمان لے آؤ۔ (لفظ اَنْزَلْتُ پر غور کرنے پہ یہ مفہوم سمجھ آ سکتا ہے۔)

اس کے علاوہ یہ کتاب اس تورات کی جو موسیٰ علیہ السلام پر اتاری گئی اس کے منزل من اللہ اور کتاب الٰہی ہونے کی تصدیق کرتی ہے۔ اس لحاظ سے تم کو اس پر ایمان لانا چاہیے پھر یہ کہ تورات میں نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کے مبعوث ہونے کی پیش گوئی کا تم کو بخوبی علم ہے لہذا تم کو چاہیے کہ سب سے پہلے حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آؤ۔ (معارف القرآن کاندھلوی صفحہ ۱۶۶)

خلاصہ یہ ہے کہ اس جگہ تین وجہوں کو بیان کیا گیا ہے کہ جن کی بناء پر یہود کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آنا چاہیے۔

(۱) جس کا ذکر لفظ اَنْزَلْتُ میں ہوا ہے کہ توجہ تو کرو اس کتاب کو میں نے نازل کیا ہے۔

(۲) جس کا ذکر مُصَدِّقًا میں کیا گیا ہے کہ یہ قرآن کوئی انوکھی کتاب تو نہیں ہے کون سا ایسا مضمون ہے توحید، رسالت، قیامت، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کہ ان کا ذکر تورات میں تھا اور قرآن میں نہیں ہے؟

(۳) جس کا ذکر لفظ مَعَكُمْ میں ہے کہ تم اس تورات کی تلاوت کرتے ہو تو ہر وقت تورات تمہارے پاس ہے، اس کے تمام مضامین خصوصا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق پیش گوئیاں ہیں ان کا تمہیں بخوبی علم ہے اس لیے سب سے پہلے تمہیں ایمان لے آنا چاہیے۔

فائدہ برائے طلبہ

(۱) وَ آمِنُوْا میں واؤ عاطفہ ہے اور یہ عطف تفسیری ہے۔ (التفسیر الکوثری)

(۲) آمِنُوْا امر حاضر معلوم بے لام جمع مذکر مخاطبین کا صیغہ ہے۔ باب افعال سے۔ اصل میں اٰءْ مِنُوْا تھا۔ ہفت اقسام میں مہموز الفاء ہے، ایمان والے قاعدہ کے پہلے حصہ کے مطابق دوسرا ھمزہ الف سے بدلا گیا ہے۔

(۳) مُصَدِّقًا حال ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔

.....

آئیے دعا سیکھیں

﴿سفر پہ روانگی کے وقت کی دُعا﴾

اَللّٰھُمَّ اَنْتَ الصَّاحِبُ فِی السَّفَرِ وَالْخَلِیْفَۃُ فِی الْاَھْلِ۔ (حافظ فرقان بھٹی، احمد پور شرقیہ)

کچھ دیر حدیث کی مجلس میں

كَشْفُ الصَّحِيْفَةِ لِحَلِّ مُسْنَدِ اَبِىْ حَنِيْفَةَ

(قسط:۸۲)

رب نواز، احمد پور شرقیہ

قَالَ اَبْلِغْهُمْ مِّنِّى اَنِّىْ مِنْهُمْ بَرِىْءٌ وَلَوْ اَنِّى وَجَدْتُّ اَعْوَانًا لَجَاهَدْتُّهُمْ ثُمَّ اَنْشَأَ يُحَدِّثُنَا قَالَ بَيْنَمَانَحْنُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَهٗ رَهْطٌ مِّنْ اَصْحَابِنَا اِذْ اَقْبَلَ شَابٌّ جَمِيْلٌ اَبْيَضُ حَسَنُ اللِّمَّةِ طَيِّبُ الرِّيْحِ عَلَيْهِ ثِيَابٌ بِيْضٌ۔ (مسند ابی حنیفۃ صفحہ۴)

ترجمہ: انہوں نے فرمایا: انہیں میری طرف سے پیغام پہنچا دو کہ میں ان سے بری ہوں۔ اور اگر میں کچھ مدد گار پالوں تو میں ان سے جہاد کروں گا پھر انہوں نے ہمیں حدیث بیان کرنا شروع کی۔ فرمایا: ایک مرتبہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے اور ان کے صحابہ میں سے ایک جماعت بھی موجود تھی۔ اچانک ایک نوجوان آیا جو خوب صورت سفید رنگ، حسین زلفوں، عمدہ خوشبو والا تھا، اس کے کپڑے سفید تھے۔

فقه الحديث و تشريح الرواية

(۱) ''انہوں نے فرمایا'' سے مراد سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔

(۲) سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے اپنا پیغام بھجوایا۔ لہذا کسی کے ذریعہ پیغام بھجوانا درست و جائز ہے۔

(۳) سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے تقدیر کے منکروں سے براءت کا اعلان فرمایا۔ اس سے ایک تو یہ ثابت ہوا کہ منکرین تقدیر باطل فرقہ ہیں۔

(۴) دوسرا یہ معلوم ہوا باطل پرستوں سے براءت کا اعلان کر دینا درست ہے۔

(۵) سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے منکرین تقدیر کے ساتھ جہاد کرنے کا ارادہ ظاہر فرمایا۔ جس سے پتہ چلتا ہے کہ ان لوگوں سے جہاد کرنا جائز ہے۔

(۶) سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے حدیث سنانا شروع کی۔ یہ حدیث ''حدیث جبریل'' کے نام سے معروف ہے۔ جس کا اکثر حصہ آگے آئے گا اس میں یہ بھی مذکور ہوگا کہ تقدیر ماننا ضروری ہے۔

(۷) سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے نظریہ کہ ''تقدیر کو ماننا ضروری ہے'' پہ حدیث پیش کی۔ معلوم ہوا کہ اپنے نظریہ کو حدیث سے مدلل کرنا پسندیدہ ہے۔

(۸) سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے منکرین تقدیر کی تردید میں حدیث نبوی کو بیان کیا۔ لہذا حدیث کے ذریعہ باطل کا توڑ کرنا بہتر ہے۔

(۹) یہ بھی معلوم ہوا کہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ بھی حدیث کو حجت سمجھتے تھے لہذا منکرین حدیث کا صحابہ کرام کو اپنا ہم خیال باور کرانا سراسر غلط ہے۔

(۱۰) حدیث میں ''بَيْنَمَانَحْنُ'' مذکور ہے۔ اس میں مَا زائدہ ہے اور ''بَيْنَ'' اگلے جملہ کی طرف مضاف ہے جو نَحْن سے شروع ہو رہا ہے۔

(۱۱) حدیث میں لفظ ''رَهْطٌ'' ہے۔ یہ تین سے دس تک کے افراد پر بولا جاتا ہے۔ یعنی مجلس نبوی میں تین سے زائد دس کے درمیان صحابہ کرام موجود تھے۔

(۱۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کے ساتھ بیٹھے تھے، لہذا شیخ کا مریدوں کے ساتھ بیٹھنا ثابت ہوا۔

(۱۳) حدیث میں جس نوجوان کی آمد کا تذکرہ ہے۔ یہ سیدنا جبریل علیہ السلام ہیں جو انسانی شکل میں حسین زلفوں، عمدہ خوشبو اور سفید لباس میں آئے۔

(۱۴) ''اَللِّمَّة'' ان زلفوں کو کہتے ہیں جو کندھے تک پہنچ جائیں۔

(۱۵) حدیث کے جوان طالب کے لیے زلفیں رکھنا، خوشبو لگانا اور سفید لباس پہننا بہتر ہے۔

تذکرہ انبیاء

سیدنا موسی علیہ السلام کا جادوگروں پر غلبہ پانا

منیب کے قلم سے

وَاَلْقِ مَا فِیْ یَمِیْنِکَ تَلْقَفْ مَا صَنَعُوْا اِنَّمَا صَنَعُوْا کَیْدُ سَاحِرٍ وَلَا یُفْلِحُ السَّاحِرُ حَیْثُ اَتٰی فَاُلْقِیَ السَّحَرَةُ سُجَّدًا قَالُوْا آمَنَّا بِرَبِّ هَارُوْنَ وَمُوْسٰی۔ (سورہ طہ، آیت:۶۹، ۷۰)

ترجمہ: اور جو (لاٹھی) تمہارے دائیں ہاتھ میں ہے ،اُسے (زمین پر) ڈال دو،ان لوگوں نے جو کاریگری کی ہے ،وہ اُس سب کو نگل جائے گی ۔ ان کی ساری کاریگری ایک جادوگر کے کرتب کے سوا کچھ نہیں ، اور جادوگر چاہے کہیں چلا جائے ، اُسے فلاح نصیب نہیں ہوگی چنانچہ (یہی ہوااور) سارے جادوگر سجدے میں گرا دیئے گئے۔ کہنے لگے کہ: ہم ہارون اور موسیٰ کے ربّ پر ایمان لے آئے۔ (آسان ترجمہ قرآن صفحہ ۹۶۵)

خلاصہ: فرعونی جادوگر سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے مقابلہ میں آئے ۔اورانہوں نے رسیاں اور لاٹھیاں زمین پہ پھینکیں تو وہ سانپ بن کر دَوڑنے لگیں تب اللہ تعالیٰ نے سیدنا موسی علیہ السلام سے فرمایا: آپ اپنی لاٹھی زمین پہ ڈال دو یہ ان کے بنائے ہوئے جعلی سانپوں کو نگل جائے گی چنانچہ ایسے ہی ہوا۔

تفسیری فوائد

(۱) لاٹھی سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے دائیں ہاتھ میں تھی ۔لہذا لاٹھی کو دائیں ہاتھ میں رکھنا چاہیے۔

(۲) جادوگروں کے جادو کو ''فریب'' کہا گیا۔ جس سے پتہ چلا کہ جادو فریب و دھوکہ ہوا کرتا ہے۔

(۳) جادوگر جہاں بھی چلے جائیں کامیاب نہیں ہوسکتے ۔اس کا مطلب یہ ہے کہ جب وہ معجزہ کا مقابلہ کرنے آئیں، تب کامیاب نہیں ہوسکتے۔

(۴) جادوگر سجدے میں گر گئے کی بجائے ''گرا دیئے گئے'' کے الفاظ ہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام کا معزہ اتنا مؤثر تھا کہ جادوگر بے ساختہ طور پر سجدے میں گرا دیئے گئے۔

(۵) جادوگر چونکہ فن جادو میں ماہر تھے اپنی مہارت کی وجہ سے فوراً سمجھ گئے کہ جو کچھ سیدنا موسی علیہ السلام نے پیش کیا وہ معجزہ ہے، جادو نہیں ۔اس لئے وہ بلند آواز سے پکار اُٹھے کہ ہم ہارون و موسی کے رب پر ایمان لے آئے۔

(۶) ویسے تو فرعون بھی رب ہونے کا دعوے دار تھا مگر سب کو معلوم تھا کہ ہارون و موسیٰ فرعون کی ربوبیت کو نہیں مانتے اور ان کا رب اللہ ہے، اس لیے جادو گروں نے خاص کر یہ جملہ کہا: ''ہم ہارون و موسی کے رب پر ایمان لائے۔'' تاکہ سب پر واضح ہو جائے کہ ہم فرعون کی ربوبیت کا انکار کر کے اللہ کے رب ہونے پر ایمان لائے ہیں۔

(۷) جادوگروں نے دلیل (معجزہ) کو پا کر شخصیت (فرعون) کو چھوڑ دیا۔اور یہ شرعی اصول بھی ہے کہ دلیل کو شخصیت پر ترجیح ہوتی ہے۔

(۸) جادوگروں نے حق واضح ہو جانے پر سب کے سامنے اسے قبول کر لیا۔ جس سے سبق ملتا ہے کہ حق واضح ہو جانے پر علی الاعلان مان لینا چاہیے۔

.....

بیرون شہر والوں کے لیے خوش خبری

ایک رسالہ کا سالانہ فنڈ ڈاک خرچ سمیت 400 روپے ہے۔مگر جو شخص ایک ہی ایڈریس پر پانچ یا زائد رسالے منگوائے اسے فی رسالہ 300 روپے میں ملے گا ان شاءاللہ۔ (ادارہ)

نجوم ھدایت

سیدنا عثمانؓ قرآن کی روشنی میں

مولانا خالد محمود صاحب

ایمان

انما کان قول المؤمنین اذا دعوا الیٰ اللہ ورسولہ لیحکم بینھم ان یقولوا سمعنا واطعنا واولٰئک ھم المفلحون (پ۱۸ النور۲۴) دراصل ایمان والوں کی بات تو یہ تھی کہ جب ان کو اللہ اور اس کے پیغمبر کی طرف بلایا جائے کہ ان کے درمیان فیصلہ کردیں تو یہ کہتے ہیں ہم نے سن لیا اور مان لیا اور ایسے ہی لوگ (آخرت میں) کامیابی حاصل کریں گے۔ (پ۱۸ النور۲۴)

اللہ مومنوں کا ذکر فرماتا ہے جیسا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہٗ نے (حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہٗ) سے فرمایا تھا کہ میں تمہارے ساتھ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤں گا اور آپؐ ہمارے درمیان جو فیصلہ فرمائیں گے میں اس پر راضی ہوں، تو اللہ تعالیٰ نے ان کی تعریف فرمائی کہ خالص ایمان والوں کی شان اور ان کا قول تو یہ ہے کہ جس وقت ان کو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کی طرف بلایا جاتا ہے تاکہ رسول ان کے درمیان خدائی فیصلہ فرمائے تو وہ بخوشی کہہ دیتے ہیں کہ ہم نے قبول کیا اور جس چیز کا ہمیں حکم دیا گیا ہے اس کو ہم نے مان لیا اور یہی حضرات یعنی حضرت عثمان رضی اللہ عنہٗ اللہ تعالیٰ کے غصہ اور اس کی ناراضی سے آخرت میں فلاح پائیں گے۔ (تفسیر ابنِ عباس اردو، جلد۲ ص۳۶۷)

قد افلح المؤمنون ....الذین یرثون الفردوس ھم فیھا خالدون (پ۱۸ المومنون ۱تا۱۱) بے شک ایمان والے کامیاب ہوئے.... جو فردوس کے وارث ہوں گے (اور) وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ فرماتے ہیں کہ سورۂ مومنون مکی ہے اور شروع سورت میں جن مومنین مفلحین کی صفات فاضلہ کو بیان کیا گیا ہے اس کے اولین مصداق مہاجرین اولین اور خلفاءِ راشدین تھے جن کو دینی اور دنیوی فوز وفلاح سے نوازا گیا۔ (ازالۃ الخفاء، معارف القرآن کاندھلوی ج۵ ص۶۳)

نمازِ تہجد

امن ھو قانت اٰناء الیل ساجدا و قائما یحذرالآخرۃ و یرجوا رحمۃ ربہ قل ھل یستوی الذین یعلمون والذین لایعلمون انما یتذکر اولوا الالباب (پارہ۲۳ ع۱۵ الزمر۹:۳۹)

بھلا جو شخص رات کے اوقات میں سجدہ اور قیام کی حالت میں عبادت کررہا ہو (اور) آخرت سے ڈر رہا ہو اور اپنے پروردگار کی رحمت کی امید رکھتا ہو، فرما دیجیے، بھلا جو لوگ علم رکھتے ہیں جو نہیں رکھتے دونوں برابر ہوسکتے ہیں؟ یقیناً نصیحت تو عقلمند ہی حاصل کرتے ہیں۔

ابنِ ابی حاتم نے حضرت ابنِ عمرؓ سے اس آیت کے بارے میں روایت کیا ہے کہ یہ آیت حضرت عثمانؓ کے بارے میں نازل ہوئی۔ (علامہ جلال الدین سیوطیؒ، لباب النقول فی اسباب النزول، تفسیر ابنِ عباس اردو ج۳ ص۱۴۰)

ابنِ عمر رضی اللہ نے اس آیت کی تلاوت کرکے فرمایا ''یہ وصف تو (حضرت) عثمانؓ میں تھا۔ فی الواقع آپؓ رات کے وقت بکثرت تہجد پڑھتے رہتے تھے اور اس میں قرآنِ کریم کی لمبی قراءت کیا کرتے تھے یہاں تک کہ کبھی کبھی ایک ہی رکعت میں قرآن ختم کردیتے تھے جیسا کہ ابوعبیدہ سے مروی ہے۔ شاعر کہتا ہے ''صبح

کے وقت ان کے چہرے نور کے سبب چمکدار ہوتے ہیں کیونکہ انہوں نے تسبیح و تلاوتِ قرآن میں رات گزاری ہے۔'' (تفسیر ابنِ کثیر ج۴ ص۴۱۵)

انفاق فی سبیل اللہ

ومن یطع اللہ ورسولہٗ ....وما علیٰ الرسول الا البلاغ المبین (پ۱۸ع۱۳ النور۲۴:۵۲تا۵۴)

اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے ،پیغمبر کے ذمہ صرف صاف صاف پہنچا دینا ہے۔

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہٗ کے بارے میں ان کی اس درخواست پر نازل ہوئی، انہوں نے عرض کیا تھا'' اللہ کی قسم یارسول اللہ اگر آپ کی رضا ہو تو میں اپنا سارا مال اللہ تعالیٰ کے راستے میں خیرات کردوں چنانچہ اللہ تعالیٰ ان کی تعریف میں فرمارہے ہیں کہ جو شخص اللہ تعالی اور اس کے رسول کی اطاعت کرے اور سابقہ چیزوں پر اللہ سے ڈرے اور آئندہ اس کی مخالفت سے بچے، ایسے ہی حضرات جنت حاصل کر کے بامراد اور دوزخ سے دور ہوں گے۔

اور حضرت عثمانؓ قسم کھا رہے ہیں کہ اگر آپ حکم دیں تو سارا مال اللہ کے راستے میں نکال دیں، آپ ان سے فرمادیجیے اطاعت و فرمانبرداری کرو جو تم پر فرض ہے اللہ تعالیٰ کو نیکی و بدی کی پوری خبر ہے۔

اور آپ حضرت عثمانؓ سے فرمادیجیے کہ فرائض میں اللہ تعالیٰ کی اور سنن و احکام میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرو۔ پھر اگر تم لوگ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت سے روگردانی کرو گے تو سمجھ لو کہ رسول کے ذمہ تو وہی تبلیغ کا کام ہے۔

سو اگر تم نے احکام اللہ میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت کر لی تو گمراہی سے نکل کر سیدھے راستے پر جا لگو گے اور رسول کے ذمہ احکامِ خداوندی کا صرف صاف صاف طور پر پہنچا دینا ہے۔ (تفسیر ابنِ عباس اردو ، ج ۲ ص ۳۶۸)

مثل الذین ینفقون اموالھم فی سبیل اللہ (پ۳ع۲،۲:۲۶۱) جو لوگ اللہ کی راہ میں اپنے مال خرچ کرتے ہیں ان کی مثال ایسی ہے....

بغوی نے براویت کلبی بیان کیا ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ چار ہزار درہم صرف خیبر کے وقت لے کر خدمت گرامی میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ میرے پاس آٹھ ہزار درہم تھے چار ہزار تو میں نے اپنے اور اپنے بچوں کے لیے رکھ لیے ہیں اور چار ہزار میں اپنے رب کو قرض دینے کے لیے لایا ہوں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو درہم تم نے اپنے پاس روک لیے اور جو راہِ خدا میں دیے ہیں سب میں اللہ برکت دے۔ حضرت عثمانؓ نے غزوہ تبوک کے موقع پر مسلمانوں کو ایک ہزار اونٹ اور ان کے کجاووں اور سامان سمیت دیے تھے اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ کلبی نے حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہؓ کی روایت سے یہ بھی بیان کیا کہ جیشِ عسرت (جنگِ تبوک کی تیاری) کے موقع پر حضرت عثمان غنیؓ نے ایک ہزار دینار لا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گود میں ڈال دیے میں نے خود دیکھا کہ (انتہائی مسرت) کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان میں دستِ مبارک ڈالتے ان کو الٹ پلٹ کرتے اور فرماتے تھے آج کے بعد عثمان جو عمل بھی کرے اس کو (کسی عمل سے) ضرر نہیں ہوگا، اس پر اللہ نے آیت مذکورہ نازل فرمائی۔ امام احمد نے بھی حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ کی یہ روایت بیان کی ہے، لیکن اس میں نزولِ آیت کا ذکر نہیں ہے۔ (تفسیر مظہری اردو، ج۲ ص۵۲)

مہربان

رحماء بینھم (پ۲۶، ع۱۲، ۲۹:۴۸) آپس میں مہربان ہیں۔ اور آپس میں مسلمانوں کے ساتھ مہربان ہیں چنانچہ حضرت عثمانؓ جو مسلمانوں کے ساتھ نرمی اور حسنِ سلوک کرنے میں سب سے بڑھ کر ہیں۔ (تفسیر ابنِ عباس رادو، ج۳ ص۲۶۵)

گناہ بے لذت

چغل خوری

حضرت مفتی محمد شفیع صاحب (کراچی)

کسی کا عیب یا ایسا قول وفعل جس کو وہ چھپانا چاہتا ہے دوسروں پر ظاہر کرنا چغلی ہے، چغلی کھانا کبیرہ گناہ ہے، پھر اگر وہ عیب واقعی اور بات صحیح ہے تو صرف چغلی کھانے کا گناہ ہوگا اور اگر واقعہ کے خلاف ہے یا اپنی طرف سے اس میں کچھ کمی زیادتی کی یا بُری طرز سے نقل کیا تو افتراء و بہتان بھی ہے جو مستقل کبیرہ گناہ ہے، اور جس کی طرف سے چغلی کی گئی اگر اس کے کسی عیب کا اظہار ہے تو غیبت بھی ہے جو تیسرا گناہ کبیرہ ہے، ایک ہی بات میں تین کبیرہ گناہوں کا مرتکب ہو جاتا ہے۔

حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایک صاحب آئے، اور کسی شخص کی طرف سے کوئی بات نقل کی، آپ نے فرمایا کہ دیکھو یا تو ہم اس بات کی تحقیق کریں اور تم جھوٹے ثابت ہو تو اس آیت میں داخل ہو ان جآء کم فاسق بنباء فتبینوا اور اگر تم سچے ہو تو اس آیت میں داخل ہو هماز مشاء بنميم (یعنی غیبت کرنے والا اور چغلی کھانے والا) اور اگر چاہو تو ہم معاف کر دیں، اور بات کو یہیں ختم کر دیں۔ اس شخص نے عرض کیا: اے امیر المؤمنین! میں معافی چاہتا ہوں، آئندہ کبھی ایسا کام نہ کروں گا۔''

قرآن میں چغلی کھانے کی مذمت وحرمت مذکور ہے۔

حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں تمہیں بتلاتا ہوں تم میں بدترین انسان کون لوگ ہیں۔ فرمایا کہ وہ لوگ جو چغلی لے کر ادھر سے ادھر جاتے ہیں، جو دوستوں میں باہم فساد ڈلواتے ہیں اور جو بے قصور لوگوں کے عیب ڈھونڈتے ہیں۔ (احمد عن ابی مالک الاشعری از تخریج احیاء)

حدیث میں چغل خور جنت میں نہیں جائے گا۔ (بخاری ومسلم)

حدیث میں ہے کہ جھوٹ منہ کالا کرنے والا ہے، چغلی عذاب قبر کا باعث ہے، (ابو یعلی، طبرانی فی الکبیر بیہقی، از ترغیب)

احیاء العلوم میں ہے کہ جو شخص تمہارے پاس چغلی کی بات لائے، تو تم پر لازم ہے کہ چھ باتوں کا اہتمام کرو۔

اول یہ کہ اس کی تصدیق نہ کرو کیوں کہ وہ نمام (چغل خور) ہے اس کی شہادت مقبول نہیں۔

دوسرے یہ کہ اس کو اس فعل سے روکو، نصیحت کرو۔

تیسرے یہ کہ اس کے فعل کو بُرا اور مبغوض سمجھو۔

چوتھے یہ کہ اس کی وجہ سے اپنے بھائی غائب سے بد گمان نہ ہو۔

پانچویں یہ کہ اس کے کہنے کی وجہ سے تجسس اور تلاش میں نہ پڑو کہ یہ خود گناہ ہے۔

چھٹے یہ کہ اس چغل خور کا قول کسی سے نقل نہ کرو ورنہ تم خود چغلی کھانے میں مبتلا ہو جاؤ گے۔

تنبیہ: آپ غور کریں کہ کتنے مسلمان ہیں جو اس کبیرہ گناہ اور آفت عظیمہ سے بچتے یا بچنے کی کوشش کرتے ہیں، ہماری محفلوں اور مجلسوں کا مشغلہ ہی چغلی، عیب گیری، عیب جوئی، غیبت بہتان رہ گیا ہے اور یہ وہ گناہ کبیرہ ہے جو ہم کو بلا وجہ برباد کر رہے ہیں نہ ان میں کوئی فائدہ ہے، نہ لذت ہے، نہ کوئی ہماری حاجت ان پر موقوف ہے، صرف شیطان کی تلبیس اور غفلت و بے پرواہی ہے کہ بے وجہ ہم اپنے دین و دنیا کی بربادی کی طرف چلے جا رہے ہیں۔

برتن اور ظرف اگر چھوٹا ہو تو زیادہ چیز نہیں سنبھال سکتا چاہے رزق ہو یا عزت۔ [ابوذر معاویہ، شہریار]

اُسوَۂ حسنۃ

سنت نبوی کے عاملین

جمع وترتیب ابوالحسین

حضرت مولانا محمد انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ کے حالات میں ایک صاحب لکھتے ہیں:

''ہم بہت سی سنتیں حضرت شاہ صاحب کے عمل کو دیکھ کر معلوم کرلیا کرتے تھے۔ کھانا کھانے کے بعد تولیہ یا رومال سے ہاتھ پونچھنے کے بجائے ہمیشہ پاؤں کے تلوؤں سے ہاتھ پونچھتے لیتے تھے۔ اکڑوں بیٹھ کر کھانا کھاتے تھے۔ کھانے میں ہمیشہ تین انگلیاں استعمال فرماتے تھے اور دونوں ہاتھ مشغول رکھتے تھے۔ بائیں ہاتھ میں روٹی اور داہنے ہاتھ سے اُسے توڑ کر استعمال کرتے تھے۔ لقمے ہمیشہ چھوٹے چھوٹے استعمال کرتے تھے۔ جمعہ کی نماز پڑھنے کے لیے جاتے تو فاسعوا الی ذکر اللہ کا منظر سب کو نظر آتا۔ سعی اور دَوڑ کی شان، تیز رفتاری اور لمبے لمبے قدم ڈالنے کی چال سے نمایاں ہوتی تھی، حسبنا اللہ تکیہ کلام تھا۔ اُٹھتے بیٹھتے اکثر وبیشتر حسبنا اللہ فرماتے رہتے۔ ایسے ہی موقع بموقع اللہ اجل فرماتے رہتے۔'' (سوانح علامہ انور شاہ کشمیری صفحہ ۱۶۳)

حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی صاحب لکھتے ہیں:

''حضرت شاہ صاحبؒ کافی عرصہ تک نکاح اور شادی میں تاخیر کرتے ہوئے تجرد کی زندگی کو فوقیت دیتے رہے۔ جب حضرت شاہ صاحبؒ کی عمر تقریبا چوالیس سال کی ہوئی تو اکابر دارالعلوم دیوبند حضرت حبیب الرحمٰن عثمانیؒ اور مولانا حافظ محمد احمد صاحبؒ نے مشورہ کرکے آپ کو نکاح کی ترغیب دی۔ جب رشتہ کی بات چلی تو حضرت شاہ صاحبؒ نے یہ شرط لگائی کہ میں اُس عورت سے نکاح کروں گا جو سیدہ ہو اور بیوہ ہو۔ یہ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر ازدواجی زندگی میں عمل کرنے کا اہتمام تھا، کیونکہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلانِ نبوت سے پہلے شادی کی تو آپ کے عقد میں حضرت خدیجہ آئیں جو سیدہ تھیں اور بیوہ بھی تھیں، ایک جگہ شادی کی بات چلی، وہ عورت نجیب الطرفین سادات میں سے تھی، جب حضرت شاہ صاحب کو اُن کے تمول اور رئیس ہونے کا علم ہوا تو انکار کردیا۔ بعد میں حضرت حکیم سید محفوظ علی کی ہمشیرہ سے نکاح ہوا۔''

(سوانح علامہ انور شاہ کشمیری صفحہ ۱۶۳)

مولانا عبدالحمید تونسوی صاحب نے حضرت مولانا عبدالستار تونسوی رحمہ اللہ کے حالات میں لکھا:

''حضرت تونسوی اپنے عقائد ونظریات کی توضیح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ: ''میں علماء دیوبند کا ادنیٰ خادم ہوں، اللہ تعالیٰ کی توحید، عقیدہ رسالت، ختم نبوت، اور عقیدہ آخرت پر ہمارا کامل ایمان، جب کہ قرآن کی حقانیت، اور تمام صحابہ واہلِ بیت کی عظمت پر صادق یقین ہے۔ ائمہ اربعہ کی اجتہادی بصیرت، انبیاء کے معجزات، اولیاء کی کرامات، روحانیت، تصوف اور بیعت پر ہم مکمل اعتماد رکھتے ہیں، ہمارے نزدیک ہر وہ عمل قابلِ حجت ہے جس پر سنت نبوی کی مہر اور تصدیق موجود ہو، نبی کی مہر کے بغیر ہم کسی عبادت کو بھی روا نہیں سمجھتے جب کہ بیشتر لوگ سنت کو چھوڑ کر بدعات و رسومات کے دل دادہ نظر آتے ہیں۔''

دل نہ چاہے تو رسالت کا بھی ارشاد غلط
من کو بھا جائے تو بھانڈوں کی خرافات بجا''

(نقوش زندگی صفحہ ۱۵۱،۱۵۲)

ماہ محرم میں کرنے کے کام

محرم الحرام

احتشام الحق، دارالعلوم ختم نبوۃ سلانوالی

قرآن کریم نے بارہ مہینوں میں سے جن چار کی عزت وحرمت اور عظمت وشرافت کو خصوصیت کے ساتھ ذکر کیا ہے، یہ مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ذوالقعدہ۔۲۔ذوالحجہ۔۳۔محرم۔۴۔رجب۔

احادیث میں بھی ماہ محرم کے فضائل بیان کئے گئے ہیں ابوداود کی روایت ہے، ماہ رمضان کے بعد سب سے افضل روزے ماہ محرم کے ہیں۔حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ''شھر اللہ ''یعنی اللہ کا مہینہ کے لقب سے نوازا ہے۔

ماہ محرم اگرچہ پورا ہی حرمت اور عظمت کا مہینا ہے مگر اس کی دسویں تاریخ جسے عاشورہ کہتے ہیں خصوصی برکات وسعادت کا دن ہے۔ان کی اہمیت کے پیشِ نظر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دن روزہ رکھنے کی ترغیب فرمائی ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

''میں نے نہیں دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی دن کے روزہ کا اہتمام فرماتے ہوں اور اس کو دوسرے دن پر فضیلت دیتے ہوں ،سوائے عاشورہ اور ماہ رمضان کے روزوں کے۔

(مشکوۃ، باب صیام التطوع)

چونکہ دس محرم کو یہود بھی روزہ رکھتے تھے، اس لیے مشابہت سے بچنے کے لیے دس محرم کے روزے کے ساتھ نویں محرم یا گیارہویں محرم کو بھی روزہ رکھنا چاہیے۔

مندرجہ بالا روایات سے محرم کی فضیلت روز روشن کی طرح واضح ہے۔ اس لیے کسی فرقے کے پروپیگنڈے سے متاثر ہوکر اس مہینے کو منحوس نہ سمجھیں۔

محرم میں کرنے کے کام

۱۔محرم اور ہر اسلامی مہینے کے آغاز میں نیا چاند دیکھ کر یہ دعا پڑھنی چاہیے:

اَللّٰھُمَّ اَھِلَّہٗ عَلَیْنَا بِالْیُمْنِ وَالْاِیْمَانِ وَالسَّلَامَۃِ وَالْاِسْلَامِ رَبِّیْ وَرَبُّکَ اللّٰہُ۔

(اے اللہ! اس چاند کو ہم پر برکت، ایمان سلامی اور اسلام کے ساتھ طلوع فرمایا۔ اے چاند میرا اور تیرا رب اللہ ہے۔)

۲۔محرم سے سال نو کا آغاز ہوتا ہے۔اس لیے شریعت کے احکام پر کاربند رہنے کا پورے جوش وجذبہ سے تہیہ کرنا چاہیے۔

۳۔ بالغ ہونے سے لے کر یکم محرم تک سابقہ تمام زندگی کا احتساب کرنا چاہیے اور اللہ کے حقوق وبندوں کے حقوق میں ہر قسم کی کوتاہی کا علماء کی رہنمائی میں ہر ممکن طریقے سے ازالہ کرنا چاہیے۔

۴۔اللہ کے احکامات پر آسانی سے عمل کرنے کی خاطر نیک لوگوں کی صحبت اختیار کرنا چاہیے۔

۵۔محرم الحرام کے مہینے میں شادی بیاہ نہ کرنے کے سلسلے میں جو پروپیگنڈا کیا جاتا ہے، مناسب انداز میں اس کی اصلاح کی کوشش کرنا چاہیے۔ بلکہ ہمت والے لوگ اس ماہ میں شادیاں کرکے لوگوں کے غلط خیالات کی عملاً تردید کریں۔

۶۔ یہود ونصاریٰ کی مشابہت اور ان کی بُری تہذیب سے بچ کر اسلامی تہذیب کو سینے سے لگانا چاہیے۔

۷۔ نئے سال سے اپنے روٹھے ہوئے رب کی خوش نودی اور رضامندی کی ہر ممکن کوشش کرنی چاہیے تاکہ دنیا وآخرت کے وبال سے بچ سکیں۔

وعظ و نصیحت

آخر عمر میں نیکیاں زیادہ کرنا

عبد المتین کے قلم سے

قرآن میں ہے: اَوَلَمۡ نُعَمِّرۡكُمۡ مَّا يَتَذَكَّرُ فِيۡهِ مَنۡ تَذَكَّرَ وَجَآءَكُمُ النَّذِيۡرُ۔ (فاطر:۳۷)

کیا ہم نے تمہیں اتنی عمر نہ دی تھی جس میں نصیحت حاصل کر لے وہ شخص جس نے نصیحت حاصل کرنی ہو۔ اور آیا تمہارے پاس ڈرانے والا۔

دوزخی لوگ جب دوزخ میں فریاد کریں گے کہ اے ہمارے رب! ہمیں نکال دے اب ہم نیک کام کریں گے۔ تب اللہ تعالیٰ مذکورہ بالا کلام فرمائیں گے کہ میں نے تمہیں اتنی زندگی دے دی تھی جس میں تم اپنی آخرت سنوار سکتے تھے۔ ''اتنی زندگی'' سے مراد ساٹھ سال کی عمر ہے۔ ویسے تو بلوغ کی عمر بھی غور و فکر کر کے حق و باطل کی پہچان کے لیے کافی ہے مگر ساٹھ سال کی عمر اتنی لمبی زندگی ہے کہ اس میں بھی حق کو نہ پہنچانا اور آخرت کی تیاری نہ کی تو اس کے لیے عذر کی کوئی گنجائش نہیں۔ اس پر اللہ کی حجت پوری طرح مکمل ہوگئی۔

''اور آیا تمہارے پاس ڈرانے والا'' ڈرانے والا سے مراد بڑھاپا بھی ہے اور نبی بھی۔

آیت کے دونوں حصوں سے یہی درس ملتا ہے کہ خاص کر آخر عمر میں نیکیاں زیادہ کی جائیں اور فکر آخرت میں زیادہ مگن ہو جانا چاہیے۔ بعض بزرگوں کے متعلق منقول ہے کہ جب ان کی عمر چالیس ہو جاتی تو وہ اپنے آپ کو عبادت کے لیے فارغ کر لیتے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

اَعۡذَرَ اللّٰهُ اِلٰى امۡرِءٍ اَخَّرَ اَجَلَهٗ حَتّٰى بَلَغَ سِتِّيۡنَ سَنَةً۔ (بخاری)

اللہ اس کا عذر قبول نہیں کرے گا جس کی موت کو مؤخر کیا یہاں تک وہ ساٹھ سال کو پہنچ گیا۔

مطلب جو ساٹھ سال تک زندہ رہا، پھر بھی آخرت کی تیاری نہیں کر سکا، اس کا عذر نہیں چلے گا۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ تَابَعَ الۡوَحۡىَ عَلٰى رَسُوۡلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ قَبۡلَ وَفَاتِهٖ حَتّٰى اَكۡثَرَ مَا كَانَ الۡوَحۡىُ عَلَيۡهِ۔ (بخاری و مسلم)

بلاشبہ اللہ عزوجل نے تسلسل کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ان کی وفات سے پہلے وحی نازل فرمائی۔ وفات کے قریب پہلے کی بہ نسبت زیادہ وحی نازل ہوئی۔

امام نووی رحمہ اللہ اس حدیث سے یہی درس دینا چاہتے ہیں کہ آخر عمر میں نیکیاں کثرت سے کریں۔

ارشادِ نبوی ہے:

''يُبۡعَثُ كُلُّ عَبۡدٍ عَلٰى مَا مَاتَ عَلَيۡهِ۔ (مسلم)

ہر بندہ کو قیامت کے دن اسی حالت پر اٹھایا جائے گا جس پر وہ فوت ہوا۔

چونکہ انسان نے اپنی آخری حالت: نیکی یا برائی پہ قیامت کے دن اٹھنا ہے، اس لیے خاص کر آخر عمر میں زیادہ نیکیاں کی جائیں تاکہ موت نیک ہونے کی حالت میں آئے۔ (اس مضمون کی حدیثیں ''ریاض الصالحین'' سے ماخوذ ہیں)

.....

گھر گھر الفتحیہ پہنچانے کی سہولت

احمد پور شرقیہ اور آس پاس کے علاقوں والے اگر گھر بیٹھے رسالہ ''الفتحیہ'' منگوانا چاہیں تو رابطہ کریں۔

قاری عزیز اللہ: 0302-7706975

عبدالمجید مجاہد: 0300-6846835

نکلتے سورج کا ملک

جزائر فیجی کا سفر

قسط:۵

حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب

عصر کے بعد میزبانوں نے سووا شہر کی سیر کا پروگرام بنایا ہوا تھا، یہ فیجی کا سب سے ترقی یافتہ اور خوب صورت شہر ہے۔ قدرتی مناظر کے حسن کے ساتھ عمارتی حسن کے لحاظ سے بھی اس کا رُوکار بڑا دلکش ہے اور اگر گرمی نہ ہوتی تو یہ سوئٹزلینڈ کا کوئی شہر معلوم ہوتا۔ اندرونی شہر سے گزرتے ہوئے بالآخر ہم ساحل سمندر پر پہنچ گئے۔ سامنے بحرالکاہل حدنظر تک پھیلا ہوا تھا، البتہ اس کے دائیں جانب سرسبز و شاداب جزیرے نظر آرہے تھے۔ فیجی مسلم لیگ کے نائب صدر عبدالقیوم صاحب نے جو اصلاً پاکستانی ہیں اور کئی سال سے فیجی میں مقیم ہیں ایک جزیرے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بتایا کہ اس میں جو قبیلہ آباد ہے اُسے اللہ تعالیٰ نے عجیب خصوصیت سے نوازا ہے ،اور وہ یہ کہ اس قبیلے کے افراد کے ہاتھ پاؤں کی جلد ایسی ہے جس پر آگ اثر نہیں کرتی، یہ لوگ بلاتکلف آگ سے تپتے ہوئے پتھروں پر چل لیتے ہیں اور سووا کے فائیو سٹار ہوٹلوں میں ہر جمعرات کو ان کے آگ پر چلنے کا مظاہرہ ہوتا ہے۔ سیاحوں کے لیے فیجی تعارفی کتابچے شائع کئے گئے ہیں، ان میں بھی اس قبیلے کی اس خصوصیت کا ''خدائی عطیہ'' کے عنوان سے تذکرہ کیا گیا ہے۔ آگ پر چلنے کا مظاہرہ اور بھی بعض علاقوں میں ہوتا ہے لیکن یا تو وہ نظر بندی ہوتی ہے یا جلد پر کوئی مانع آتش مادہ استعمال کرکے یہ مظاہرہ کیا جاتا ہے، یہاں کے لوگوں کا کہنا ہے کہ فیجی کے اس قبیلے کا یہ مظاہرہ اس قسم کے مصنوعی انتظام سے خالی ہے، بلکہ ان کی جِلد واقعتاً ایسی ہے جو آگ کا اثر قبول نہیں کرتی، بلکہ عبدالقیوم صاحب نے خود اپنا واقعہ بیان کیا کہ ان کے سامنے ایک بچی گرم پانی سے جل گئی تھی، لوگ اُسے اُٹھا کر ہسپتال لے جانے کے بجائے اسی قبیلے کے ایک آدمی کے پاس لے گئے اور تھوڑی دیر میں واپس آئی تو اس کے جسم کی سوزش دُور ہوچکی تھی۔ واللہ اعلم بالصواب۔

مغرب کی نماز ہمیں شہر کی سب سے بڑی جامع مسجد میں پڑھنی تھی، جہاں مغرب کے بعد میری تقریر کا اعلان تھا۔ مسجد کو جاتے ہوئے راستے میں قادیانیوں کا ایک مرکز بھی نظر سے گزرا، مشہور ہے کہ انہوں نے فیجی میں اپنا مشن بڑے زور وشور سے قائم کیا ہوا ہے، تقریباً ہر بڑے شہر میں ان کے مراکز موجود ہیں، لیکن یہاں کے مسلمانوں نے بتایا کہ الحمدللہ مسلمانوں کی اکثریت ان کی تلبیس سے آگاہ ہوچکی ہے، اور ان کا دام فریب زیادہ کارگر نہیں ہے۔

ہم جامع مسجد پہنچے تو وہاں مغرب کی اذان سے قبل ہی پارکنگ کی پوری جگہ بھر چکی تھی، اور سڑک پر کاروں کی قطار لگی ہوئی تھی، مسجد دومنزلہ اور کافی وسیع ہے، مگر اس میں تِل دھرنے کی جگہ نہ تھی۔ ہمیں بمشکل محراب تک لے جایا گیا اور بہت سے لوگوں نے نماز سڑک پر ادا کی، واقعتاً فیجی کے لحاظ سے یہ غیر معمولی مجمع تھا، اور لوگوں کا کہنا تھا کہ اس ملک میں اس سے پہلے مسلمانوں کا کوئی اتنا بڑا اجتماع نہیں ہوا۔ یہاں تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ میری تقریر ہوئی جو بفضلہٖ تعالیٰ لوگوں نے دلچسپی اور توجہ سے سنی، میں جو پیغام اس ملک کے مسلمانوں کو دینا چاہتا تھا الحمدللہ وہ وہاں پہنچا دیا گیا جس میں ان کے لیے بہت سی عملی تجاویز تھیں اور جو قابلِ اصلاح امور مجھے اپنے قیام کے دَوران نظر آئے

تھے ان کی نشاندہی بھی کی۔ نماز عشاء کے بعد عشائیہ (رات کے کھانے) پر یہاں کے مختلف طبقہ ہائے زندگی کے حضرات سے ملاقات اور یہاں کے مسائل پر گفتگو ہوئی اور بفضلہٖ تعالیٰ یہ اجتماع اس حیثیت سے کامیاب رہا۔

فیجی کے کچھ بااثر حضرات نے مسلمانوں کے معاشی مسائل کے حل کے لیے ایک کوآپریٹو تنظیم قائم کی ہوئی ہے، میں نے اسی عشائیہ پر انہیں ترغیب دی کہ وہ مسلمانوں کو سود کی لعنت سے نجات دلانے کے لیے کچھ کام کریں۔ چنانچہ انہوں نے اگلے دن نو بجے اس موضوع پر تفصیلی مشورے کے لیے وقت لیا اور صبح نو بجے ان سے اس سلسلے میں مفصل گفتگو رہی جس میں طریقہ ٔ کار کے بنیادی خدوخال متعین کئے گئے اور باقی تفصیلات کو مقامی علماء کے مشورے سے طے کرنے کا مشورہ دیا گیا۔

اسی روز گیارہ بجے خواتین کے ایک اجتماع میں خطاب کا پروگرام تھا، اس اجتماع میں بھی خواتین کی شرکت غیر معمولی تھی۔ دس بجے سے اجتماع گاہ میں خواتین کی آمد شروع ہوئی تھی اور منتظمین نے ان کے لیے جس جگہ کا انتظام کیا تھا، وہ تنگ پڑ گئی، منتظمین کا اندازہ تھا کہ آٹھ سو سے ایک ہزار تک خواتین اس اجتماع میں شریک ہوں گی جو اس ملک کے لحاظ سے غیر متوقع تھی۔ جس مسجد کے ملحقہ حال میں یہ اجتماع تھا، وہاں پاکستان کے مدارس کے پڑھے ہوئے ایک مقامی عالم نے جن کی اہلیہ ایک پاکستانی عالمہ ہیں، پہلی بار طالبات کی دینی تعلیم کے لیے ایک مدرسہ شروع کیا ہے جو ماشاء اللہ تیز رفتاری سے ترقی کر رہا ہے، اجتماع میں جو خواتین حاضر ہوئیں ان میں سے بہت سی خواتین نے مدرسہ کی کارگزاری دیکھ کر اپنی بچیوں کو یہاں تعلیم دلانے کا شوق ظاہر کیا۔

نادی میں

ظہر کے بعد ہمیں یہاں سے سڑک کے راستے نادی جانا تھا، نادی میں ہمارے میزبان جناب آصف صاحب تھے (جن کا ذکر خیر ابتداء میں آچکا ہے) وہ ہمیں لے جانے کے لیے ایک دن پہلے ہی سووا میں پہنچ چکے تھے۔ ان کی آرام دہ کار میں ہم سووا سے روانہ ہوئے، نادی تک سفر تقریباً تین گھنٹے کا ہے، اور یہ پورا راستہ حسین مناظر قدرت سے مالا مال ہے، جن میں سرسبز میدان، گھنے جنگلات، سبز پوش پہاڑ اور پانی کے چشمے نگاہوں کا سرور بخشتے ہیں۔ مغرب سے تقریباً ایک گھنٹہ پہلے ہم آصف صاحب کے مکان پر پہنچ پائے، لیکن مغرب کی نماز ہمیں ایک اور شہر لوٹوکا (Laurtoka) میں پڑھنی تھی جو جزیرۂ ویتی کا تیسرا بڑا شہر ہے اور نادی سے تقریباً پچاس کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے، اسی شہر کے مضافات میں جامعہ فاروقیہ کراچی کے بعض فارغ التحصیل علماء نے ایک دینی مدرسہ قائم کیا ہوا ہے۔ مغرب کی نماز ہم نے اسی مدرسہ کی مسجد میں ادا، اور مغرب کے بعد وہاں عشاء تک میری تقریر ہوئی جس میں لوٹوکا کے مسلمان باشندے خاصی تعداد میں شریک ہوئے۔ یہاں سے رات گئے نادی واپسی ہوئی۔

پچھلے تین روز بڑے مصروف گزرے تھے، اگلا دن جمعرات تھا، اور فیجی کے قیام میں میرا آخری دن۔ اس کے بعد واپسی کا طویل سفر سامنے تھا، اس لیے اس روز عصر تک کوئی متعین پروگرام نہیں رکھا گیا تھا۔ چنانچہ اس میں قدرے آرام مل گیا۔ البتہ عصر کے بعد نادی کے مسلم اسکول میں حاضری ہوئی جو نسوری کے مسلم اسکول کے طرز پر فیجی مسلم لیگ نے قائم کیا ہوا ہے، اگرچہ یہ مسلم اسکول ہے لیکن اس کے پرنسپل صاحب نے بتایا کہ حکومتی قواعد کے تحت ہم غیر مسلم بچوں کو داخلہ دینے سے منع نہیں کر سکتے۔

استاذِ معظم حضرت علامہ کشمیری صاحب(٤)

مفتی محمد جمشید صاحب، احمد پور شرقیہ

(۱۳) پڑوسی کے حقوق کا تذکرہ کرتے ہوئے اپنا واقعہ سنایا کہ مدرسہ کی طرف سے رہائش کے لیے جو مکان ملا ہوا تھا اس کے ساتھ مؤذن صاحب کا مکان تھا۔ میں بسا اوقات سفر پر چلا جاتا اور رات کو واپسی ہوتی اور اپنے گھر کا دروازہ کھٹکھٹاتا تو میرے گھر سے جواب ملنے سے پہلے مؤذن صاحب فورا اپنے گھر کا دروازہ کھول کر باہر آجاتا کہ رات کو استاذ صاحب کے دروازے پر کون آیا ہے۔ اور یہ حالت کئی مرتبہ پیش آئی اور پھر فرمایا کہ مؤذن صاحب نے پڑوسی ہونے کا حق ادا کیا ہے۔ حالانکہ عالم نہیں ہے لیکن اہل اللہ کی صحبت کے اثرات کا نتیجہ ہے۔

(۱۴) دوران درس فرمایا کہ خطباء حضرات جمعۃ المبارک کو جو خطبہ پڑھتے ہیں اکثر حضرات نے بانی جامعہ خیر المدارس حضرت مولانا خیر محمد صاحبؒ کا لکھا ہوا خطبہ نماز حنفی والا یاد کیا ہوا ہے اس کا ترجمہ اور مفہوم بھی لوگوں کو سناؤ اور سمجھاؤ تا کہ عربی خطبہ سنتے ہوئے کچھ نہ کچھ ان کو بات سمجھ آجائے۔ (بندہ نے حضرت استاذ صاحب کی اس نصیحت پر عمل کیا بحمد اللہ دونوں خطبوں کا ترجمہ و مفہوم جمعۃ المبارک کی تقریر میں لوگوں کے سامنے بیان کیا۔)

(۱۵) مختصر المعانی کا سبق پڑھاتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ میں ڈیرہ غازی خاں ایک مدرسہ میں پڑھاتا تھا۔ بجلی کا کوئی انتظام نہ تھا۔ رات کو مطالعہ کرنے میں انتہائی مشقت کا سامنا ہوتا تھا۔ میں نے حضرت مہتمم صاحب سے کہا کہ روشنی کا انتظام کرا دیجئے، پریشانی کا سامنا ہے۔ اللہ کریم ان کو جزائے خیر عطاء فرمائیں۔ انہوں نے کوئٹہ سے میرے لئے ایک لالٹین منگوایا۔ اور فنون کی اکثر کتب کا مطالعہ میں نے اسی اس کی روشنی میں کیا۔ آج اسباب وسائل خوب میسر ہیں لیکن علمی ذوق کا فقدان ہے۔

(۱۶) مشکوۃ المصابیح اور سنن ابی داود کے سبق میں بسا اوقات طویل عربی عبارات زمانی پڑھ دیتے۔ ہم طلباء حیرت سے یہ کیفیت دیکھتے رہتے کہ کیسے عربی عبارات لفظ بہ لفظ ازبر ہیں۔ پھر ایک مرتبہ فرمایا: میں بھی ان کو یاد کرنے میں مشقت برداشت کرتا ہوں۔ آپ بھی محنت کرو تو یہ نعمت حاصل ہو جائے گی۔ بندہ نے دو مرتبہ یہ حالت دیکھی کہ کاغذ پر کچھ لکھا ہوا ہے اور چلتے ہوئے اس کو دیکھ کر پڑھ رہے ہیں۔ شاید عبارت کو یاد کرنے کی صورت ہوگی۔

(۱۷) دوران درس ارشاد فرمایا کہ امام المعقول والمنقول حضرت مولانا محمد شریف کشمیریؒ فرماتے تھے کہ طلباء کی علمی استعداد بہتر سے بہتر بنانی ہے تو عبارت سنتے ہوئے اعراب مع وجہ اعراب ضرور دریافت کرو۔ جو استاذ اس ترتیب کو لے کر محنت کرے گا تو اس کے تلامذہ ذی استعداد علماء بنیں گے۔

(۱۸) کتاب مشکوۃ المصابیح کی اہمیت پر گفتگو کرتے ہوئے فرمایا جو بخاری شریف پڑھائے گا وہ صرف ایک کتاب پڑھا رہا ہے، اسی طرح صحیح مسلم وغیرہ لیکن جو استاذ مشکوۃ المصابیح پڑھائے گا چونکہ اس میں تقریبا تیرہ کتابوں کی احادیث ہیں اس لیے وہ ان سب کتابوں کا درس دے رہا ہے۔

نیز فرمایا جو مدرس مرقات المفاتیح کا شرح مشکوۃ المصابیح کا مطالعہ کئے بغیر مشکوۃ المصابیح پڑھا رہا ہے وہ کتاب کا حق ادا نہیں کر سکتا۔

اصلاح معاشرہ

ماہِ محرم میں شادی جائز ہے

مفتی محمد راشد ڈسکوی

''عملِ نکاح'' چاہے کسی مہینے میں ہو، یہ اپنی اصل کے اعتبار سے مباح ہے، اور مباح کام کا ناجائز ہونا کسی واضح ممانعت سے ممکن ہوتا ہے۔ لیکن اس مہینے میں، یا اس کے علاوہ کسی اور بھی مہینے میں شریعت کی طرف سے کسی قسم کی کوئی ممانعت نہیں ملتی، نہ کتاب وسنت میں، نہ اجماع امت سے اور نہ ہی قیاس وغیرہ سے۔ چنانچہ جب ایسا ہے تو یہ نکاح اپنی اصل (مباح ہونے) کے اعتبار سے جائز ہی رہے گا۔

بلکہ اس سے آگے بڑھ کر یہ کہا جا سکتا ہے کہ فقہائے کرام کا اس بات پر (کہ محرم یا اس کے علاوہ کسی بھی مہینے میں نکاح کرنا ناجائز نہیں ہے۔) کم از کم اجماعِ سکوتی ہے۔ کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین وتبع تابعین اور متقدمین یا متاخرین فقہاء میں سے کوئی ایک بھی ایسا نہیں ہے جو اس ماہ مبارک میں شادی، بیاہ وغیرہ کو ناجائز قرار دیتا ہو۔ لہٰذا اگر کوئی اس کو منع بھی کرتا ہوگا تو اس کا منع کرنا بغیر دلیل کے ہوگا اور کسی بھی درجہ قابل اعتبار نہیں ہوگا۔

محرم میں نکاح نہ کرنے پر پہلا شبہ

اس ماہ میں نکاح سے منع کرنے کی بنیاد کیا ہے؟ چنانچہ تتبع سے عقلاً اس کی بنیاد اس مہینے کا منحوس ہونا ہوسکتی ہے، یا غم والا مہینہ ہونا (جس کی بناء پر سوگ کو لازم سمجھا جاتا ہے اور سوگ والے دنوں یا مہینوں میں شادی کو جائز نہیں سمجھا جاتا)۔ ذیل میں ہر دو امر کا جائز لیا جاتا ہے۔

مزاج شریعت سے معمولی سوجھ بوجھ رکھنے والا شخص بھی اس مہینے کی نحوست کا قائل نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ شریعت محمدیہ علی صاحبہا الف الف صلوات سے بہت پہلے سے ہی اس مہینے کا معزز ومکرم اور صاحب شرف ہونا مشہور ومعروف چلا آرہا ہے، حتی کہ زمانے کی ابتدا سے اب تک ہر ذی شان کام کا اسی مہینے میں وقوع پذیر ہونا زبان زد عام ہے۔ بلکہ روایات کے مطابق تو وقوع قیامت کا عظیم الشان واقعہ بھی اس مہینے میں ہوگا۔

چنانچہ اتنا سب کچھ ہوتے ہوئے اس مہینہ کو نحوست والا قرار دینا ممکن ہی نہیں، لہٰذا اس بنا پر تو اس مہینے میں نکاح سے روکنا عقلا بھی ممکن نہیں ہے۔

محرم میں نکاح نہ کرنے پر دوسرا شبہ

اس مہینے میں شادی سے روکنے والے اگر اس بنیاد پر شادی سے روکتے ہیں کہ یہ غم اور سوگ کا مہینہ ہے لہٰذا اس مہینے میں خوشی نہیں منانی چاہیے، کیوں؟! اس لیے کہ اس مہینے میں نواسۂ رسول حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور ان کے خاندان کے چھوٹوں اور بڑوں کو ظالمانہ طور پر نہایت بے دردی سے شہید کر دیا گیا، ان کے ساتھ اظہار ہمدردی کے لیے غم منانا، سوگ کرنا اور ہر خوشی والے کام سے گریز کرنا ضروری ہے، تو یہ انتہاء درجے کی جہالت اور احکامات دینیہ سے ناواقفیت کی علامت ہے، اس لیے کہ ''شہادت'' جیسی نعمتِ بے بہا کسی بھی طور پر غم کی چیز نہیں ہے، یہ تو سعادت اور فکر کی چیز ہے۔ یہاں سوچنا تو یہ ہے کہ ہمیں اس بارے میں شریعت کی طرف سے کیا راہ نمائی ملتی ہے؟؟!! تعلیماتِ نبویہ علی صاحبہا الف تحیہ سے تو یہ سبق ملتا ہے کہ شہادت کا حصول تو بے انتہا سعادت کی بات ہے۔

امر بالمعروف...

دعوت دین کا طریقہ کار

عبدالمنان معاویہ، الہ آباد

بظاہر دعوت اسلام بڑی سہل معلوم ہوتی ہے، لیکن یقین جانئے یہ اتنی سہل نہیں جتنا عامی سمجھتے ہیں، بلکہ اس کے طریقہ کار ہیں، اس کے آداب ہیں، اب ہم یہاں یہ عرض کرتے ہیں کہ دعوت دین کا طریقہ کار کیسا ہونا چاہیے؟ بعض لوگوں نے یہ سمجھ لیا کہ ایک متعینہ وقت لگالیا، تو ہم داعی بن گئے، متعین وقت لگانے سے ہم مبلغ بن گئے، متعین وقت میں گھروں نکلنے کا نام دعوتِ دین ہے، ہمیں اس میں رتی برابر شک نہیں، کہ یہ بھی دعوتِ دین ہے، لیکن اس کے علاوہ بھی دعوتِ دین کے طریقے ہیں، جن کے ذریعہ سے علمائے دین، دینِ اسلام کی دعوت دے رہے ہیں، اور دعوتی کاموں میں اپنی عمریں صَرف کیے ہوئے ہیں، مثال کے طور پر مدارس دینیہ کے تبلیغی جلسے ،مساجد میں دینی پروگرام، کسی خاص موضوع پر سمینارز وغیرہ یہ سب دعوت دین کے طریقہ کار ہیں، جن کے ذریعہ سے دعوتی پروگرام کو آگے بڑھایا جاتا ہے، اگر کوئی شخص کسی کو بغیر کسی جماعت کے بذاتِ خود اصلاح اعمال کی دعوت دے، تو یہ بھی دعوتی طریقہ ہے، اگر کوئی شخص کسی دوسرے کو اعمال صالحہ پر مبنی لٹریچر دے، تو یہ بھی دعوتی پروگرام کا حصہ ہے، علمائے دین غیر مسلموں کو اپنی تقریر کے ذریعہ سے دعوتِ دین دے کر دعوت کا فریضہ انجام دے رہے ہیں، بزرگانِ دین خانقاہوں میں مسلمانوں کو اپنے محاسبہء اعمال پر ابھارتے ہیں، اعمال صالحہ بجالانے اور رذالت سے دامن کو بچانے پر ابھار کر دعوتِ دین کا فریضہ سرانجام دے رہے ہیں، اِن حضرات کی ان کاوشوں کا انکار نہیں کیا جاسکتا، بلکہ جس طرح بھی انسانی وسعت ہو، وہ دعوت دین کا کام جاری رکھے، اور جس طرح بن پڑے لوگوں کو اصلاح نفس کی دعوت دیتے رہنا چاہیے، اس کے لیے حکمت وموعظت کی اشد ضرورت ہے، کہ کوئی شخص اگر تدبر وحکمت سے عاری ہے، تو وہ دعوت دین کے اہم کام کو جاری نہیں رکھ سکتا، بلکہ اُس کی وجہ سے اس اہم کام کو تنقید کا سامنا کرنا پڑے گا، میں ایک مثال پیش کرتا ہوں، جس سے آپ کو یہ معلوم ہوگا، کہ داعی میں اس اہم کام کو کرنے کے لیے حکمت وتدبر کا پایا جانا کتنا ضروری ہے۔

امام الہندؒ کا فرمان

امام الہند حضرت مولانا ابوالکلام آزاد رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:

''میں کہوں گا کہ پہلے سوچ لو کہ تمہیں تبلیغ کہاں کرنا ہے اندرونی گوشوں میں یا بیرونی میدان میں، اگر اندرونی تبلیغ کرنا چاہتے ہو تو بہت سی برائیاں تمہاری آنکھوں کے سامنے مذہب کے دامن پر رینگتی پھر رہی ہیں ان کو دور کرو اور اگر بیرونی تبلیغ تمہارے پیش نظر ہے تو کسی اقدام سے پہلے یہ معلوم کرو کہ دنیا کیا چاہتی ہے اس کو کس چیز کی پیاس ہے اور تم اس کی پیاس کو کسی طرح بجھا سکتے ہو؟ اور وہی چیز پہلے اس کے سامنے پیش کردو ورنہ تمہاری کوششیں لاحاصل اور بیکار ہیں دنیا کا رخ دیکھو، معلوم ہوگا کہ وہ اسی کو ڈھونڈ رہی ہے جو پیغام اسلام کا ہے اسلام کا پیغام دائمی راحت ہے پھر مسلسل مصائب سے گھبرا کر اسی کی تلاش میں ہے''

(فیضان آزادؒ:۶۸)

آیاتِ الٰہیہ کی تفاسیر میں اسلوبِ دعوت کا بیان آچکا ہے، لیکن پھر بھی چند مفید نکات یہاں بھی

بیان کئے دیتے ہیں۔

۱..... دعوت دینے والا نہایت ہی سہل گفتگو کرے، تاکہ سامعین اس کی بات کو سمجھ سکیں، اگر اس نے نہایت دقیق انداز میں علمی گفتگو کی ،تو اس کی بات کو عوام الناس نہیں سمجھ سکیں گے ، اس کی ساری محنت رائیگاں جائے گی۔

۲..... دعوتی انداز میں گفتگو کی جائے ، اس میں جوش وجذبہ کا اظہار نہ ہو، بلکہ دعوتی اسلوب اختیار کیا جائے ، اور سامعین سے اپنائیت کا اظہار کیا جائے ، تاکہ ان میں اور داعی میں اجنبیت کا احساس باقی نہ رہے۔

۳.....دعوت اس انداز سے دی جائے ، کہ آپ کی گفتگو نہ تو زیادہ طویل ہو، کہ سامعین پر گراں گذرے، اور نہ ہی مختصر ہو، کہ وہ آپ کا نکتہ نظر ہی نہ جان سکیں ،یعنی بات ناپ طول کر کریں ،آپ کی گفتگو نہایت معقول ہونی چاہیے۔

۴.....آپ کا جذبہ خیر خواہی سب کے لیے یکساں ہونا چاہیے ، بلا تفریق مسالک وادیان، دعوت کے لئے صرف ایک ہی مقام کو منتخب نہ کر لیں، بلکہ مناسب اوقات میں مختلف جگہوں پر جانا، لوگوں کو دین اسلام کی حقانیت ،قرآن حکیم کی صداقت اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک طریقوں ،صحابہ کرامؓ واہل بیت نبویؐ سے متعلق معلومات فراہم کریں ، پھر انہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک طریقوں کے مطابق زندگی بسر کرنے کی ترغیب دیں۔

۵..... کسی شخص کو ہر وقت روک کر دعوت نہ دیں، ہوسکتا ہے وہ اس وقت کسی دیگر پریشانی میں مبتلاء ہو، آپ کی بات سن کر غم وغصہ کی حالت میں نفی کر دے، اس لئے جب بھی کسی شخص سے ملیں، تو اولاً اس سے اس کی مصروفیت کے بارے میں پوچھ لیں، کہ اگر اس وقت آپ کے پاس وقت ہے تو کچھ بات ہو جائے ، ورنہ کہیں کہ ہم دوسرے وقت حاضر ہو جائیں گے۔

۶.....داعی کو کسی پر بھی تنقید نہیں کرنی چاہیے، بلکہ اس کے پیش نظر ہم سب ایک ہیں کا فلسفہ ہو، (صرف مسلمانوں کی بات کر رہا ہوں) بعض دوستوں میں یہ بات بھی دیکھنے میں آتی ہے کہ وہ دعوت وتبلیغ کے کام کے سوا کسی دیگر دینی کام کو اہمیت ہی نہیں دیتے ، اسی لئے میں نے عرض کیا کہ داعی کو نقاد ومحتسب نہیں ہونا چاہیے، اسے دیگر مذہبی جماعتوں کے کام کی اہمیت کو نظر انداز نہیں کرنا چاہیے، کیونکہ سب کا مقصد تو صرف یہی ہے کہ انسان اللہ کے احکامات اور اس کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے راستے پر چلنے والا بن جائے ، اور آپس کی تنقید سے یقین جانئے امت میں کبھی جوڑ پیدا نہیں ہوسکتا، اس لئے بچیں۔

۷.....جن امور میں امتِ مسلمہ میں دو رائے ہیں، ان امور پر ایک داعی کو سکوت اختیار کرنا چاہیے، جن امور پر اجماعِ امت ہے، وہ بلا جھجک بیان کریں ، کیونکہ اتحادِ امت کے لئے ضروری ہے کہ فروعی مسائل کے بیان سے حتیٰ الامکان پرہیز کیا جائے۔

۸.....دعوت دینے والا اپنی دعوت میں مشاجرات صحابہؓ کے موضوع سے حتیٰ الامکان پرہیز کرے ، ویسے تو اس موضوع پر سکوت اختیار کرنے کا حکم تمام مسلمانوں کے لئے ہے ،لیکن ایک داعی کے لئے نہایت ضروری ہے، کہ وہ اس میں خصوصاً احتیاط کرے۔

۹.....تاریخی روایات کے بیان میں بھی ایسی روایت ہرگز بیان نہ کریں، جو اہل سنت والجماعت کے مسلمہ اصولوں سے متصادم ہو، داعی کا مطمع نظر صرف اور صرف اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے طریقوں کا احیاء اور لوگوں کی زندگی

میں اس کا عملی نفاذ ہونا چاہیے۔

۱۰.....دعوت کا کام کرنے والے افراد چونکہ مختلف اقوام وقبائل سے متعلقہ ہوتے ہیں، اس لئے ہر شخص کی سیاسی رائے اور اپنی قوم کے لئے ہمدردی فطری طور پر دوسروں کی بانسبت زیادہ ہوتی ہے، اس لئے کوئی بھی دعوت کے کام سے جڑا ہوا شخص اس پر ناراضگی کا اظہار نہ کرے، اور اپنی صفوں میں ایسی کسی وجہ سے منافرت کو جگہ نہ دیں، آپس میں محبت، اخلاص انتہائی ضروری ہے۔

۱۱.....داعی کو سب سے پہلے اپنی ذات کی اصلاح مقصود ہونی چاہیے، اس کی ذات میں اگر خامی رہ گئی، تو اس کو مخالفین اچھالیں گے، جس سے اس کی دعوت کو نقصان پہنچے گا، اس لئے اسے اپنی فکر اولاً کرنا چاہیے، اور قرآن حکیم میں بھی ہے:۔ **وربک فکبر * وثیابک فطھر** ۔(سورۃ المدثر) اور اپنے رب کی بڑائی بول اور اپنے کپڑے پاک رکھ۔ (شیخ الہند محمود الحسنؒ)

اس آیت میں خطاب بے شک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے، لیکن عموم میں ہر داعی اس خطاب میں شامل ہے، قرآن حکیم جو کلام الٰہی ہے، سب سے جامع بھی ہے، قرآن حکیم بات ایسے کم لفظوں میں بیان کرتا ہے، کہ پوری دنیا دنگ رہ جائے، اسی لئے قرآن حکیم نے پوری دنیا کو چیلنج کیا کہ ایسی ایک سورت بنا کر لاؤ، پھر انسانیت پر ترس کھاتے ہوئے، مزید انسانیت کو موقع دیا کہ چھوڑو ایک سورت کو، اس کلام جیسی ایک آیت کریمہ ہی بنا لاؤ، لیکن اس وقت سے آج تک انسانیت عاجز ہے اس قرآنی چیلنج کو پورا کرنے کو، بہر کیف آیت بالا میں اللہ رب العزت نے داعی کو ایسے لفظوں میں نصیحت فرمائی ہے، کہ اس کی اصلاح بھی ہو جائے اور دوسروں کو پتہ بھی نہ چلے، یعنی اللہ رب العزت کی بڑائی کے بول صرف یہی نہیں کہ مسجد میں بیٹھ کر اللہ ہو اللہ ہو کی تسبیحات کی جائیں، بلکہ اللہ رب العزت کی پاکی کے بول ہر وقت اس کی زبان پر ہوں، اور کپڑوں کی پاکی سے مراد طہارت جسمانی وقلبی ہے، کہ داعی جسمانی طور پر بھی پاک صاف ہو اور اس کے دل میں بھی کوئی غلط خیال پیدا نہ ہونے پائے۔

۱۲.....ایک داعی کو قرآن کریم سے رہنمائی حاصل کرنے کے بعد سنت نبویؐ سے رہنمائی حاصل کرنے چاہیے، اور اس کی دعوت کا طریق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت سے مشابہ ہونا چاہیے، فاران کی چوٹی پر جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آوازہ حق بلند کیا کہ:۔

یا معشر القریش !اے قریش کے لوگو! اے اولاد تیم !اے ابنائے زہرہ ! اے خاندان عبد مناف سب لوگوں جمع ہو گئے، تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے قریش والو! اگر میں کہوں کہ اس پہاڑ کے پیچھے ایک لشکر جرار چھپا ہوا ہے، جو ابھی آپ پر حملہ کرنے والا ہے، تو کیا تم میری تصدیق کرو گے. ؟سب نے بیک وقت جواب دیا:۔ **نعم انت عندنا غیر متّھم وما جرّبنا علیک کذباًقط** ''۔ہاں ! آپکی بات کو صحیح تسلیم کریں گے، کیونکہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے کبھی جھوٹ بولا ہی نہیں۔

تو اس واقعہ سے پتہ چلا کہ داعی کا دامن بالکل صاف ہو گا، تو ہی وہ ببانگ دہل لوگوں میں اعلان حق کر سکے گا، آیت درج بالا اور سیرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے واقعہ سے یہ ثابت ہوتا ہے، کہ ہر دین کے کام کرنے والے کو یہ حکم ہے، کہ وہ اپنا دامن ہمہ اقسام کی آلائش زمانہ سے پاک رکھے۔

☆...☆...☆...☆...☆...☆...☆

صفحہ افتاء

مسائل کا حل دلائل شرعیہ کی روشنی میں

مفتی محمد نعمان محمدی

سوال: قربانی کے دنوں میں ایک مذہبی شخص کے ساتھ کچھ دیر بیٹھنے کا اتفاق ہوا اس نے کہا قربانی نماز عید کے بعد کرنی چاہیے، اہلیان شہر میں سے جو لوگ نماز فجر کے بعد اور عید سے پہلے قربانی کر لیتے ہیں ان کی قربانی نہیں ہوتی۔ ساتھ ہی کہا یہ بات ہمارے امام مسجد نے پچھلے جمعہ کے موقع پر بیان فرمائی۔ اگر آپ اس پر کوئی دلیل تحریر فرما دیں تو نوازش ہوگی۔

(نثار احمد خاکی، شاہدرہ لاہور)

جواب: بخاری میں ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے نماز عید سے پہلے قربانی کی، اسے چاہیے کہ اس کی جگہ اور قربانی کرے۔

سوال: ہر سال کی طرح اس سال بھی قربانی کے موقع پر بھینس کی قربانی زیر بحث آئی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ذو الحجہ شروع ہوتے ہی واٹس ایپ اور فیس بک وغیرہ ذرائع ابلاغ میں پوسٹ و بیانات آنا شروع ہو جاتے ہیں کہ بھینس کی قربانی جائز نہیں ہے۔ آپ سے پوچھنا یہ ہے کہ بھینس کی قربانی کا جواز پچھلی صدیوں میں اتفاقی مسئلہ سمجھا جاتا تھا یا اختلافی؟ اگر اتفاقی مسئلہ رہا تو پھر اس اجماع کی مخالفت کرنے میں پہل کس نے کی۔ (اخلاق احمد، چکوال)

جواب: بھینس کی قربانی کا جواز صدیوں سے اجماعی مسئلہ رہا ہے۔ مولانا نعیم الحق ملتانی (غیر مقلد) کی کتاب ''بھینس کی قربانی کا تحقیقی جائزہ'' میں اس پر کئی عبارات موجود ہیں کہ یہ مسئلہ پچھلی صدیوں میں اجماعی رہا۔ سب سے پہلے اس اجماع کے خلاف مولانا عبد اللہ روپڑی (غیر مقلد) نے قدم اُٹھایا ہے۔ لہذا یہ اجماعی مسئلہ ہے، اسے اختلافی کہہ کر اس کی اہمیت کو نہ گھٹایا جائے۔

سوال: مدارس پر حکومت نے پچھلے سال پابندی لگائی اور اس سال بھی کہ آپ لوگ کھالیں وصول نہیں کر سکتے۔ اس لیے اہلِ مدارس تو کھالیں لینے آئے نہیں۔ مارکیٹ جانے کی زحمت لوگ نہیں کر پائے ایک تو دن بھر کی تھکاوٹ اور دوسرا طبعی نزاکت بھی تھی۔ تو کئی لوگوں نے کھالیں باہر پھینک دیں۔ کچھ لوگوں نے کھالیں بیچی ہیں۔ کھالوں کی قیمت کے بارے میں پوچھنا ہے کہ اپنے استعمال میں لا سکتے ہیں یا غرباء ہی کو دینا لازم ہے؟ (حکیم ناصر، حال مقیم اسلام آباد)

جواب: قربانی کی کھال بیچ دینے کے بعد اس کی قیمت غرباء کا حق ہے، لہذا قربانی والا شخص اسے خود اپنے استعمال میں نہیں لا سکتا۔

سوال: اس سال بکرا ذبح کرنے کے لیے قصاب نہیں ملا، اک عام سا بندہ ذبح کرنے لگا۔ چونکہ اسے مہارت نہیں تھی اس لیے بوقت ذبح چھری بکرے کی آنکھ پہ جا لگی اور وہ آنکھ ضائع ہوگئی، اس قربانی کا کیا حکم ہے؟ (اہلیہ عثمان غنی، جڑانوالہ)

جواب: بوقت ذبح اگر قربانی کے جانور میں کوئی عیب لگ جائے تو حرج نہیں، قربانی ادا ہو جاتی ہے۔

سوال: ایک شخص پر قربانی واجب تھی مگر وہ کسی وجہ سے قربانی کا جانور نہیں خرید سکا۔ اور دوسرے بندے نے قربانی کی بکری تو خرید لی مگر عید کے دنوں میں قربانی کر نہیں پایا۔ اب کیا حکم ہے؟ (بنت قاسم رانا، گھوٹکی)

جواب: پہلے بندہ کو چاہیے کہ وہ ایک بکری یا بھیڑ کی قیمت صدقہ کر دے اور دوسرے پہ لازم ہے کہ جو بکری قربانی کے لیے خرید چکا ہے وہی صدقہ کر دے۔

عربی کا جملہ ہے الاقارب کاالعقارب رشتے دار تو بچھوؤں کی طرح ہوتے ہیں۔ [اقبال حمید، جلال پور پیر والا]

پلہ تہام صحابہ کا

سیدنا عمرؓ کا سفر آخرت

مولانا یعیش معاویہ صاحب

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک بار اپنے صحابہ کرام: سیدنا ابوبکر، عمر، عثمان رضی اللہ عنہم کے ساتھ احد پہاڑ پہ تھے اچانک پہاڑ لرزنے لگا۔ آپ نے فرمایا:

''اے احد! ٹھہر جا تیرے اوپر اس وقت ایک نبی، ایک صدیق اور دو شہید ہیں۔''

شہید ہونا بہت بڑا اعزاز ہے، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو نہ صرف یہ رتبہ حاصل ہے بلکہ انہیں مزید فضیلت بھی حاصل ہے کہ ان کے شہید ہونے کی گواہی زبانِ رسالت سے جاری ہوئی یعنی ان کی شہادت پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مہر تصدیق ثبت فرمائی۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ دعا مانگا کرتے تھے:

اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِیْ شَھَادَۃً فِیْ سَبِیْلِکَ وَاجْعَلْ مَوْتِیْ فِیْ بَلَدِ حَبِیْبِکَ

اے اللہ مجھے اپنے راستہ کی موت شہادت نصیب فرما، اور اپنے حبیب (صلی اللہ علیہ وسلم) کے شہر مدینہ کی موت عطاء کر۔

اس دعا سے ایک تو یہ معلوم ہوا کہ شہادت کی موت بہت بڑا اعزاز ہے جس کے حصول کے لیے دعا مانگی جائے، دوسرا یہ کہ مدینہ طیبہ میں موت نصیب ہونا بھی بہت بڑی سعادت ہے جس کے لئے دعا گو رہنا چاہیے۔

نبوی پیش گوئی کے پورا ہونے کی گھڑی قریب تھی اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے جو دعا مانگی تھی اس کی قبولیت کا وقت بھی آ گیا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ مسجد نبوی میں فجر کی نماز پڑھانے کے لیے مصلی امامت پر تشریف لے گئے۔

اس سے یہ معلوم ہوا کہ امامت بہت بڑا منصب ہے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اپنے زمانہ خلافت میں امامت کرتے رہے یہاں تک کہی ان کی شہادت کا واقعہ بھی دوران امامت ہی پیش آیا۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نماز پڑھا رہے تھے دوران امامت ہی ابولؤلؤ نامی ایک مجوسی (آگ کا پجاری / غیر مسلم) نے خنجر سے وار کیا، آپ رضی اللہ عنہ زخمی ہو کر گر گئے۔ تب سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ آگے بڑھ کے مصلی پہ آئے اور نماز مکمل فرمائی۔

اس طرح امت کو مسئلہ مل گیا کہ جب امام دوران امامت کسی وجہ سے نماز پڑھانے کے قابل نہ رہے تو کوئی مقتدی آگے بڑھ کر امامت سنبھالے اور نماز مکمل کرے۔

نماز کی اہمیت بھی معلوم ہوئی کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ پر خنجر کے وار ہوئے، پھر قاتل عام نمازیوں کو بھی زخمی کرتا چلا گیا۔ بظاہر بھگدڑ کا ماحول تھا مگر صحابہ کرام نے اطمینان وسکون سے نماز کو مکمل کیا، اس خوف ناک اور بھگدڑ کی گھڑی میں بھی نماز کو ضائع نہیں کیا۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو مسجد سے گھر لایا گیا، زخموں کے گہرا ہونے کی وجہ سے انہیں یقین ہو گیا تھا کہ اب موت قریب ہے۔ انہوں نے اپنے بعد خلافت کے معاملہ کو مضبوط کرنے کے لیے چھ بدری صحابہ: سیدنا عثمان، علی، عبدالرحمٰن بن عوف، سعد ابن ابی وقاص، زبیر بن عوام اور طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہم اجمعین کو منتخب کیا۔ فرمایا: ان چھ میں سے کسی کو خلیفہ بنا لینا۔

ان چھ میں ان کے اپنے صاحب زادے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا نام نہیں۔ بلکہ یہ چھ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں اور عشرہ مبشرہ کے فرد سیدنا سعید

شعر: نیند کو آج بھی شکوہ ہے میری آنکھوں سے... میں نے آنے نہ دیا کبھی اس کو تیری یاد سے پہلے۔ [رب نواز عمار، بہاول پور]

بن زید رضی اللہ عنہ کو بھی شامل نہیں کیا۔ وجہ یہ بتائی جاتی ہے کہ وہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے بہنوئی تھے۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اس وقت زخموں سے چور اور تکلیف و اذیت میں تھے مگر چونکہ خلافت کا معاملہ بہت اہم ہے اس لیے اس درد و الم میں بھی انہوں نے اس معاملہ میں تفصیل سے ہدایات جاری فرمائیں۔ اپنے بعد بننے والے خلیفہ کے لیے خطبہ بھی ارشاد فرمایا جس میں قوم و ملت کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنے اور خوفِ خدا دل میں بٹھانے کی نصیحتیں تھیں۔

نئے خلیفہ کے انتخاب تک نمازوں کی امامت سیدنا صہیب رضی اللہ عنہ کے سپرد فرمائی۔ جن چھ آدمیوں کو خلافت کے لیے منتخب فرمایا ان میں سے کسی کو مصلی امامت نہیں دیا تا کہ لوگ یہ نہ سمجھیں کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی منشاء ان کے خلیفہ بنانے کی ہے جنہیں مصلی امامت دیا۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ پر قاتلانہ حملہ ۲۷ ذوالحجہ کو ہوا مگر ان کی موت تین دن بعد یکم محرم کو ہوئی اس لیے ان کی شہادت کا دن یکم محرم بتایا جاتا ہے۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ اور وقت کے حکمران بلکہ پوری اسلامی دنیا کے حاکم تھے مگر ان کی شہادت مسجد میں نماز پڑھاتے ہوئے واقع ہوئی۔ اس سے سبق ملتا ہے کہ مسلمانوں کا حکمران وہ شخص ہونا چاہیے جو اُن کی مسجد کا امام ہو، اس سے ان لوگوں کا رد ہو جاتا ہے جو کہتے ہیں کہ مولوی کا کیا کام سیاست سے؟

نماز جنازہ سیدنا صہیب رضی اللہ عنہ نے پڑھائی۔ اس سے ایک تو یہ معلوم ہوا کہ شہید کا جنازہ بھی پڑھنا چاہیے۔ دوسرا یہ کہ نماز جنازہ سیدنا صہیب رضی اللہ عنہ نے پڑھائی جو تین دنوں سے مسجد میں امامت کر رہے تھے۔ اس وقت اکابر صحابہ سیدنا عثمان و علی اور عشرہ مبشرہ وغیرہم موجود تھے مگر جنازہ سیدنا صہیب رضی اللہ عنہ نے پڑھایا جس سے ہمیں رہنمائی ملتی ہے کہ جو فرض عین / پنج وقتی نماز کا امام ہے بہتر ہے فرض کفایہ / جنازہ کا امام بھی اسے بنایا جائے۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے زخمی ہونے پر اپنے بیٹے کو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھیجا کہ اگر اجازت ہو تو عمر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں آپ کے حجرہ / کمرہ میں دفن ہونا چاہتا ہے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اجازت دے دی۔ چنانچہ انہیں روضہ نبوی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں دفنا دیا گیا۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے اس طرز عمل سے ایک تو یہ معلوم ہوا کہ انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بہت زیادہ محبت تھی اس محبت کی وجہ سے وہ بعد از وفات بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قرب چاہتے تھے۔ دوسرا یہ مسئلہ بھی معلوم ہو گیا کہ کوئی بندہ اپنی خواہش کا اظہار کر سکتا ہے کہ مجھے فلاں جگہ دفن کیا جائے۔ تیسرا یہ پتہ چلا اپنے سے زیادہ نیک بندے کی قبر کے پاس دفن ہونے کی خواہش رکھنا جائز بلکہ پسندیدہ عمل ہے۔

قرآنی آیت مِنهَا خَلَقْنٰكُمْ الخ کہ ہم نے تمہیں مٹی سے پیدا کیا، اسی مٹی میں واپس بھیجیں گے، پھر اسی مٹی سے تم کو اُٹھایا جائے گا۔

اس کے تحت مفسرین نے لکھا: ابتداءً انسان جس مٹی سے پیدا ہوتا ہے، وفات کے بعد اسی جگہ وہ دفن ہوتا ہے۔ چونکہ سیدنا ابو بکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما روضہ نبوی میں مدفون ہیں تو پتہ چلا کہ وہ پیدا ہی روضہ نبوی کی مٹی سے ہوئے، جسے بزبان رسالت ''جنت کا باغ'' کہا گیا۔ جب یہ بات معلوم ہو گئی کہ سیدنا ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما جنت (روضہ نبوی) کی مٹی سے پیدا ہوئے تو ہم یوں تعبیر کر سکتے ہیں کہ یہ دونوں صحابہ نہ صرف جنتی ہیں بلکہ وہ تو آئے ہی جنت سے ہیں۔

تذکرہ اہلِ بیت

سیدنا حسین رضی اللہ عنہ

مولانا ابو محمد خطیب جامع مسجد بسم اللہ

سیرتِ مبارکہ اس وقت تک نامکمل رہتی ہے جب تک آلِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا تذکرہ نہ کیا جائے۔ آلِ رسول سے محبت ایمان کا حصہ ہے اور ذریعہ مغفرت ہے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اللہ کریم سے محبت رکھو کیونکہ وہی تمہیں اپنی نعمتوں سے رزق عطاء کرتا ہے اور تمہاری پرورش کرتا ہے اور اس بناء پر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو مجھ سے محبت رکھو اور میرے اہلِ بیت کو میری محبت کی وجہ سے عزیز و محبوب رکھو۔ (مظاہرِ حق ۷۳۸/۵)

اہلِ بیت میں ایک عظیم المرتبت شخص سیدنا حسینؓ ہیں۔ آپ امیر المؤمنین حضرت علی بن ابی طالبؓ کے فرزندِ ارجمند ہیں۔ آپ کی کنیت ابو عبداللہ ہے خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسہ اور شجرِ نبوت کے پھول ہیں۔ جنت کے تمام نوجوانوں کے سردار ہیں ماہِ شعبان کی ۵ تاریخ ۴ھ میں پیدا ہوئے۔ جمعہ کے دن دسویں محرم ۶۱ھ کو میدانِ کربلا میں شہید کر دیئے گئے۔ احادیثِ مبارکہ میں آپ رضی اللہ عنہ کے فضائل و مناقب موجود ہیں۔

سیدنا ابی سعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حسن و حسین دونوں جنت کے جوانوں کے سردار ہیں۔ (جامع ترمذی ۲۱۷/۲)

سیدنا عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حقیقت یہ ہے کہ حسن اور حسین میری دنیا کے دو پھول ہیں۔ (مظاہر حق ۷۲۷/۵)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ آپ کے اہلِ بیت میں کون شخص آپ کو سب سے زیادہ عزیز و محبوب ہے تو آپ نے فرمایا حسن و حسین۔ (جامع ترمذی ۲۱۸/۲)

حضرت یعلی بن مرۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا حسین مجھ سے ہے اور میں حسین سے ہوں، جس شخص نے حسین سے محبت کی اس نے اللہ تعالیٰ سے محبت کی حسین اسباط میں ایک سبط (یعنی میری اولاد) ہے۔
(جامع ترمذی ۲۱۸/۲)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا: حضرت حسن تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سر سے لے کر سینہ تک کے حصے میں بہت مشابہ تھے۔ اور حسین نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سینہ کے بعد سے جسم کے باقی حصے (پنڈلی اور پاؤں وغیرہ) میں بہت مشابہ تھے۔ (جامع ترمذی ۲۱۸/۲)

سیدنا حسینؓ کی حکمت آموز باتیں

۱۔ موت تلواروں کے سایہ میں ہونی چاہیے تاکہ دین غالب رہے اور انسان ذلت سے بچا رہے۔ ۲۔ کسی کام میں اپنی طاقت سے زیادہ زحمت نہ اُٹھاؤ اور آمدنی سے زیادہ خرچ نہ کرو۔ ۳۔ اکثر لوگ درحقیقت مال و دولت کے غلام ہیں۔ دین کا لفظ ان کی زبانوں پر اس وقت تک رہتا ہے جب تک انہیں دین کا نام لینے سے دنیاوی فائدہ ملتا ہے لیکن جب دین یا دین کا نام لینے سے کوئی فائدہ نہ ہو تو دین کا نام لینے والے اور دین کا کام کرنے والے مخلص دین دار بہت تھوڑے رہ جاتے ہیں۔ ۴۔ سب سے بڑا سخی وہ ہے جو ایسے انسانوں کو بھی دے جو اس سے مایوس ہوں۔ ۵۔ جس نے سخاوت کی وہ سردار بن گیا۔

انتخاب

داعی کی چند صفات

مولانا بشیر، جامعہ آمنہ للبنات

.....داعی چونکہ انبیاء علیہم السلام کے کام میں ان کا جانشین ہے، اس لئے اسے چاہیے کہ صفاتِ انبیاءؑ اور انبیاء کرامؑ کا اسلوبِ دعوت اپنائے۔

قرآن حکیم میں ارشاد ربانی ہے:۔ افلاینظرون الی الابل کیف خلقت * والی السّمآ کیف رفعت * والی الجبال کیف نصبت * والی الارض کیف سطحت ۔

(سورۃ الغاشیہ: آیات ۱۷ تا ۲۰)

بھلا کیا نظر نہیں کرتے اونٹوں پر، کہ کیسے بنائے گئے ہیں، اور آسمان پر کہ کیسا اس کو بلند کیا گیا، اور پہاڑوں پر کہ کیسے کھڑے کر دیئے گئے، اور زمین پر کہ کیسی صاف بچھا دی گئی ہے۔

ان آیات کی تفسیر میں امام الانقلاب مولانا عبیداللہ سندھیؒ جو فرمایا ہے، اس کا مفہوم یہ ہے:

'' اللہ رب العزت نے اونٹوں کی خلقت کے بارے میں بیان فرما کر ایک داعی کو یہ بتایا ہے کہ اونٹ ایک عرصہ تک بغیر پانی پیئے سفر جاری رکھ سکتا ہے، ایسے ہی ایک داعی کو کبھی فکر معاش صرف ضرورت کی حد کی رکھنی چاہیے نہ کہ اپنا سفرِ دعوت فکر معاش میں بند کر دے۔ اور بلندی آسمان کا ذکر اس لئے فرمایا ہے کہ ایک داعی کے اخلاق آسمان کی مانند بلند ہونے چاہیے، پہاڑوں کا ذکر اس لئے فرمایا کہ ایک داعی کو مشکل وقت میں اپنے موقف پر پہاڑوں جیسی استقامت اپنانی چاہیے نہ کہ مشکل وقت میں اپنے مشن کو چھوڑ دے اور زمین کا ذکر اس لئے فرمایا ہے کہ ایک داعی میں صفتِ عاجزی ہونی چاہیے تکبر نہیں ہونا چاہیے''۔

(یہ تفسیر احقر نے حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن شاہ صاحب مدظلہ امیر مرکزیہ مجلس احرار اسلام پاکستان سے لاہور دفتر احرار میں بموقع ماہنامہ درس قرآن سنی تھی صرف یادداشت سے اب ضبطِ تحریر میں لایا ہوں ،از ع،م،معاویہ عفی عنہ)

یعنی داعی کا بھوک پیاس اور دیگر مصائب کو برداشت کرتے ہوئے، اخلاص اور اخلاق کی بلندی کے ساتھ اور صفتِ عجز کو اپناتے ہوئے اپنے مشن اور کاز پر کاربند رہنا چاہیے۔

.....داعی کا علمی معیار کم از کم اتنا بلند ہونا چاہیے کہ اسے اپنی دعوت کی ہر جہت کا ادراک ہو، مبلغ کے لئے سب سے بڑی چیز علم ہے، کیونکہ جب تک ''مبلغ'' جو دین کی دعوت رہا ہے، لوگوں کو دین کی طرف بلا رہا ہے، اگر عین لمحہ دعوت میں اس سے سوال کر دیا جائے، تو اسے علم ہو، تاکہ وہ سائل کو مطمئن کر سکے، اور اس کو حاضر دماغ ہونا بھی ضروری ہے، تاکہ متشککین کے شکوک وشبہات کو فوراً سمجھ کر ان کا جواب دے، اس کا طرز گفتگو ایسا تہذیب کے دائرہ میں ہو، تاکہ سامع متاثر ہو، اور داعی کو اپنے سامعین کی نفسیات کو سمجھ کر گفتگو کرنی چاہیے، داعی کا کردار ایسا شفاف ہو کہ کوئی شخص اس میں کسی ایسے عیب کی نشاندہی نہ کر سکے، جو اس کی دعوت سے متصادم ہو، داعی کا لب ولہجہ مناظرانہ نہیں ہونا چاہیے بلکہ داعیانہ ہونا چاہیے، جس سے ہر سننے والے کو ایک نصیحت حاصل ہو، دعوت وتبلیغ کسی غرض کے لئے نہیں بلکہ داعی کا مقصد دعوت صرف اور صرف اللہ رب العزت کی رضاء ہو۔

(ماخوذ، از شعور دین)

مشکلات کا روحانی حل

جمع و ترتیب: مولانا ابوالحسین حفظہ اللہ

گرمی کا بخار

قُلْنَا یَارُ کُوْنِیْ بَرْدً وَّسَلَامًا عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ

جس کو گرمی کا بخار آتا ہو اس آیت کو لکھ کر تعویذ بنا کر گلے میں ڈال دے ان شاء اللہ بخار جاتا رہے گا۔

اولاد کی نعمت پانے کے لیے

رَبِّ لَاتَذَرْنِیْ فَرْدًا وَّاَنْتَ خَیْرُ الْوَارِثِیْنَ

جس کو اولاد سے مایوسی ہو، نماز کے بعد تین مرتبہ پڑھا کرے ان شاء اللہ صاحب اولاد ہو جائے گا۔

اگر زہریلا جانور کاٹ لے

وَاِذَا بَطَشْتُمْ بَطَشْتُمْ جَبَّارِیْنَ

اگر کسی کو زہریلا جانور کاٹ لے تو اس کٹی ہوئی جگہ کے ارد گرد انگلی گھماتا ہوا ایک سانس میں سات مرتبہ مذکورہ دعا پڑھے ان شاء اللہ صحت ہو جائے گی۔

نگاہ کی حفاظت کے لیے

جو شخص وضو کرنے کے بعد آسمان کی طرف منہ کر کے ایک مرتبہ پوری سورۃ القدر پڑھ لیا کرے تو ان شاء اللہ اس کی بصارت میں کبھی کمی نہ ہوگی۔

جادو کے توڑ کے لیے

اگر کوئی شخص جادو کی وجہ سے بیوی سے ہم بستری کرنے سے عاجز آ گیا ہو وہ ''اَلْقَھَّارُ'' کو چینی کے برتن پر لکھ کر پیئے تو ان شاء اللہ جادو کا اثر ختم ہو جائے گا۔

بھاگے ہوئے شخص کو واپس لانے کے لئے

فَرَدَدْنٰہُ اِلٰی اُمِّہٖ کَیْ تَقَرَّ عَیْنُھَا وَلَا تَحْزَنَ وَلِتَعْلَمَ اَنَّ وَعْدَ اللّٰہِ حَقٌّ وَّ لٰکِنَّ اَکْثَرَھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ۔

اگر شخص بھاگ گیا ہو اس آیت کو لکھ کر چرخے میں باندھ کر ساٹھ مرتبہ روزانہ چالیس دن تک الٹا گھمائیں۔ ان شاء اللہ اس عمل کی برکت سے وہ شخص جلد واپس آ جائے گا۔

غربت دُور کرنے کا وظیفہ

نماز عشاء کے بعد گیارہ بار اول و آخر درود شریف اور بیچ میں گیارہ تسبیح یَا مُعِزُّ کی پڑھ کر دعا کیا کرے۔

برائے حفاظتِ حمل

حمل کی حفاظت کے لیے والشمس وضحھا (پوری سورہ) اجوائن اور کالی مرچ پر اکتالیس بار پڑھے، اور ہر بار والشمس کے ساتھ درود شریف اور بسم اللہ پڑھے۔

وبائی بیماری طاعون وغیرہ سے خلاصی کے لیے

کھانے پینے کی چیزوں پر تین مرتبہ سورۃ قدر انا انزلناہ آخر تک پڑھ کر دم کر کے پلایا جائے مریض کو صحت ہو جائے گی اور تندرست اور محفوظ رہے گا ان شاء اللہ۔

حکام جج کو نرم کرنے کے لیے

ان اسماء کو حاکم کے سامنے پڑھتا رہے، نرم ہو جائے گا ان شاء اللہ۔ یَا سَبُّوْحُ یَا قُدُّوْسُ یَا غَفُوْرُ یَا وَدُوْدُ۔

.....

آفتوں سے حفاظت

مولانا ابو محمد، خطیب جامع مسجد بسم اللہ

جو شخص محرم الحرام کی پہلی تاریخ کو ایک سو تیرہ (۱۱۳) مرتبہ پوری بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کاغذ پر لکھ کر اپنے پاس رکھے گا، ہر طرح کی آفات و مصائب سے محفوظ رہے گا، مجرب ہے۔ (جواہر الفقہ: ۱۸۷/۲)

قارئین الفتحیہ کے

آزمودہ نسخے ، گھریلو ٹوٹکے

پیروں کی گرمی ختم کرنے کے لیے

عبدالبصیر عاقب، سیالکوٹ

اس کے کئی علاج ہیں، ان میں سے ایک یہ ہے کہ پیروں پر تیل کا مساج کریں خود کریں یا کسی کرائیں۔

ناریل کھانے کا فائدہ

حافظ عنصر رانا، لکی مروت

ناریل کے مسلسل استعمال سے شوگر میں مبتلا ہونے کے خطرات کم ہو جاتے ہیں اور شوگر کو کنٹرول کرنے میں مدد دیتا ہے۔

پودینہ اور ادرک کی چائے کے فائدے

ڈاکٹر عبدالشکور، موضع جہان پور

پودینہ اور ادرک کی چائے دونوں معدے سے متعلق شکایات کے لیے آزمائے ہوئے گھریلو نسخے ہیں۔ پودینے میں موجود مینتھول غذائی نالی کے پٹھوں کو ریلکس کرنے میں مدد دیتی ہے جب کہ ادرک ایک گرم جڑی بوٹی ہے جو جسم کے اندر حرارت بڑھاتی ہے اور کھانا جلد ہضم ہو جاتا ہے۔

گرمی دانوں کا علاج

اہلیہ محمد اکرم بیگ، فیصل آباد

میٹھے انار کا جوس اور تربوز گرمی دانوں سے نجات کے لیے مفید ہیں۔

دانت کے درد سے نجات

حکیم شفیق الرحمٰن، بستی جوئیہ

اگر دانت کے درد سے فوری نجات چاہتے ہیں تو یہ گھریلو ٹوٹکا مددگار ثابت ہوسکتا ہے۔ ونیلا ایکسٹریکٹ سکون پہنچاتا ہے اور جراثیم کش ہوتا ہے جو کہ دانت کے درد سے بجات دیتا ہے۔ لہذا دو سے تین قطرے ونیلا ایکسٹریکٹ روئی پہ ڈالیں اور متاثرہ حصہ پر لگائیں۔

ناخنوں کی خوب صورتی

حافظہ ام سالم، جامعۃ الصالحات

اگر آپ اپنے ناخنوں کو خوب صورت بنانا چاہتے ہیں تو ان پر ناریل کا تیل لگائیں۔

سر کے بال جھڑتے ہوں تو

بنت عبدالستار نقشبندی، ساہیوال

بالوں میں خشکی ہونے کی وجہ سے بال جھڑنا شروع ہو جاتے ہیں، اس کا حل یہ ہے کہ آلو کے رس میں لیموں کا رس ملا کر سر میں لگائیں۔

کچن کی بُو ختم کرنے کے لیے

اہلیہ عبدالقیوم، ٹیکری کالونی کراچی

اگر آپ کے کچن میں کسی قسم کی بو پیدا ہو جائے تو تھوڑی سی پسی لونگ یا دار چینی چولہے پر جلائیں کچن کی بو ختم ہو جائے گی۔

کباب پیندے سے نہ چپکیں

مہر علی بھٹی، کسووال

جب بھی کوئی چیز مثلاً کباب وغیرہ فرائی کریں تو تیل ڈالنے سے پہلے فرائنگ پین گرم کر لیں اور پھر تیل ڈال کر فوراً ہی اس میں کباب ڈالیں۔ اس طرح وہ پیندے سے نہیں چپکتے۔

سبزی کاٹنے کے داغ دُور کرنے کا حل

جانی سبزی فروش، چوک عباسیہ

سبزیاں کاٹتے وقت اکثر انگلیوں پر کالے داغ پڑ جاتے ہیں آلو کاٹ کر ان پر رگڑنے یا سفید سرکہ ملنے سے داغ دُور ہو جاتے ہیں۔

تذکرہ ائمہ

غیر مقلدین کا امام ابوحنیفہؒ کو خراج تحسین

قسط:۷

رب نواز، احمد پور شرقیہ

علامہ عبدالرشید عراقی صاحب لکھتے ہیں:

''امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نعمان بن ثابت، ابو حنیفہ کنیت ہے۔ ۸۰ھ میں کوفہ میں پیدا ہوئے۔ کوفہ ہی میں پروان چڑھے اور کوفہ ہی میں تعلیم حاصل کی۔ آپ کی پیدائش کے وقت مشہور صحابی حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم تھے زندہ تھے ... امام صاحب سن شعور کو پہنچے تو تجارت کو اپنا مشغلہ بنایا۔ اس لیے کہ آپ کے والد ثابت ایک مشہور تاجر تھے۔ تجارت کے سلسلہ میں امام ابوحنیفہؒ ایک دن بازار جا رہے تھے کہ راستہ میں امام شعبیؒ سے ملاقات ہوئی۔ جنہوں نے اپنی خدا داد قابلیت وصلاحیت سے پہچان لیا کہ یہ لڑکا بہت ذہین، ذکی اور ہونہار معلوم ہوتا ہے۔ اس لیے انہوں نے امام ابوحنیفہ کو علوم اسلامی پڑھنے کی تلقین کی۔ امام ابوحنیفہؒ نے امام شعبیؒ کی نصیحت پر عمل کرتے ہوئے تعلیم کی طرف توجہ دی اور امام حماد کی خدمت میں حاضر ہوئے۔'' (عظمت ورفعت کے مینار صفحہ ۱۳۱)

حافظ عمران ایوب لاہوری ''تعلیم وتربیت'' کا عنوان قائم کر کے لکھتے ہیں:

''بیان کیا جاتا ہے کہ آپ ایک دن بازار سے گزر رہے تھے کہ اس وقت کے مشہور محدث وفقیہ امام شعبی سے ملاقات ہو گئی۔ انہوں نے دریافت کیا کہ کیا پڑھتے ہو؟ آپ نے جواب میں کہا کہ کچھ نہیں۔ امام شعبیؒ نے کہا کہ تعلیم حاصل کرو، تمہارے چہرے سے نور ٹپک رہا ہے۔ اس دن سے آپ نے تعلیم کی طرف رغبت و توجہ شروع کر دی'' (مقدمہ فقہ الحدیث :۸۲/۱)

اساتذۂ کرام

مولانا میر محمد ابراہیم سیالکوٹی صاحب، امام شعبی رحمہ اللہ کے متعلق لکھتے ہیں:

''مختلف فنون میں ماہر تھے۔ نہایت عقیل، عابد اور متقی اور قوی الحافظہ تھے۔ صفحہ کاغذ پر نہ لکھتے تھے، بلکہ جو کچھ ہوتا صندوق سینہ میں محفوظ رکھتے تھے۔ امام ابوحنیفہ کے اساتذہ میں سب سے بڑے یہی ہیں۔''

(تاریخ اہلِ حدیث صفحہ:۱۲۶)

حافظ عمران ایوب لاہوری لکھتے ہیں:

''کوفہ کے بہت سے مشہور و نامور فقیہ حماد بن سلیمانؒ سے علم فقہ کا اکتساب کیا۔ آپ کو نہایت ذکاوت وذہانت کے باعث امام حمادؒ کے شاگردوں میں اس قدر مقام حاصل ہوا کہ ۱۲۰ھ میں امام حمادؒ کی وفات کے بعد آپ کو ان کا جانشین مقرر کر دیا گیا۔'' (مقدمہ فقہ الحدیث:۸۲/۱)

حافظ عمران ایوب لاہوری صاحب لکھتے ہیں:

''کوفہ کے بہت مشہور و نامور فقیہ حماد بن سلیمانؒ سے علمِ فقہ کا اکتساب کیا۔''

(مقدمہ فقہ الحدیث ۹۰/۱)

حکیم محمد صادق سیالکوٹی صاحب، امام صاحب رحمہ اللہ کے متعلق لکھتے ہیں:

''جب آپ کا سنِ ذوق تحصیل علم کے صحرا میں دوڑنے لگا تو... آپ نے فقہ کا علم حماد بن سلیمانؒ سے حاصل کیا...'' (سبیل الرسول صفحہ ۲۷۸)

مولانا عبدالمنان نور پوری صاحب کہتے ہیں:

''ایک عورت نے آکر مسئلہ پوچھا۔امام ابوحنیفہ فرمانے لگے کہ میرے استاد اور شیخ حماد بن ابی سلیمان جو کہ ابھی مسجد میں ہی تشریف فرما ہیں ان سے مسئلہ پوچھ لو۔ پھر مسئلہ پوچھنے کے بعد مجھے جواب بھی دینا کہ شیخ صاحب نے کیا جواب دیا ہے۔ چنانچہ وہ عورت حماد بن ابی سلیمان کے پاس گئی۔انہوں نے جو مسئلہ بتایا کہ یہ طلاق ہے۔ اس کی یہ عدت ہے اور عدت کے دوران تو نے یہ کرنا ہے اور عدت کے بعد یہ کرنا ہے۔ اس عورت نے مسئلہ پوچھنے کے بعد امام ابوحنیفہ کو بتادیا۔ جو شیخ صاحب نے بتایا تھا۔ امام ابوحنیفہ فرماتے ہیں کہ اس دن سے مجھے شوق پیدا ہو گیا کہ علم فقہ ضرور حاصل کرنا چاہیے۔ چنانچہ میں نے اپنے شیخ حماد بن ابی سلیمان کی مجلس میں بیٹھنا شروع کر دیا۔اور علمِ فقہ حاصل کرنے لگ گیا۔''

(مقالاتِ نور پوری صفحہ:۱۶۸)

نور پوری صاحب آگے کہتے ہیں:

''کتابوں میں لکھا ہے:تَفَقَّهَ عَلٰى حَمَّادِ بْنِ اَبِیْ سُلَیْمَانَ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ حماد بن ابی سلیمان کے پاس فقیہ بنے۔ان سے انہوں نے فقہ حاصل کی ہے۔ حماد بن ابی سلیمان کے علاوہ بھی ان کے استاد اور شیخ تھے جن سے انہوں نے فقہ اور تعلیم حاصل کی ہے۔عطاء بن ابی رباح، موسیٰ بن ابی عائشہ، نافع مولیٰ ابن عمر رضی اللہ عنہ، ہشام بن عروہ اور بھی بہت سارے اس وقت کے شیخ ہیں جن سے امام صاحب نے علم حاصل کیا۔'' (مقالات نور پوری: ۱۷۰)

علامہ عبدالرشید عراقی صاحب لکھتے ہیں:

''امام حماد حضرت انس بن مالکؓ کے شاگرد تھے اور ان سے بڑے بڑے جلیل القدر علماء کرام مستیض ہوئے تھے۔ امام ابوحنیفہ نے بھی ان کی شاگردی اختیار کی اور جملہ علوم وفنون میں مکمل مہارت حاصل کی۔'' (عظمت ورفعت کے مینار صفحہ ۱۳۱)

عراقی صاحب دوسری کتاب میں لکھتے ہیں:

''آپ کے اساتذہ کی تعداد بہت زیادہ ہے، لیکن آپ نے سب سے زیادہ اکتساب فیض امام حماد (م۱۲۰ھ) سے کیا۔''

(مطبوعاتِ القاسم اکیڈمی نمبر صفحہ ۱۵۱)

مولانا عبدالمجید سوہدری صاحب لکھتے ہیں:

''حماد بن سلیمان کوفہ کے مشہور امام اور استادِ وقت تھے، فقہ کی تعلیم آپ نے انہی سے حاصل کی۔'' (امام ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ صفحہ:۹)

.....

سوالوں کے جواب دیں

صحیح جواب دینے والوں کے نام اگلے شمارہ میں شائع ہوں گے ان شاء اللہ۔

(۱) سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت کب ہوئی؟

(۲) سورہ براءت کس سورت کا دوسرا نام ہے؟

(۳) ''غزوہ ہند کی حدیثوں کا تحقیقی جائزہ'' کس کی تصنیف ہے؟

شمارہ:۹۲ میں درج سوالوں کے جوابات

(۱) رب تعالیٰ کا ذاتی نام ''اللہ'' ہے۔

(۲) سورہ اخلاص مکی سورت ہے۔

(۳) المسک المشموم کے مصنف مفتی محمد شفیع دام ظلہ ہیں۔

صحیح جواب دینے والے:

محمد زبیر (بہاول پور)، محمد آصف قریشی (اللہ والی مسجد احمد پور شرقیہ)، عبداللطیف حاجی (بھلوال) اور بنت مولانا عبدالجبار حنفی (موضع کنڈی پرہار)

مولانا چراغ صادق صاحب

کتب بینی ھے سَیر اپنی

سیاحت کا جنہیں ہے شوق پھرتے ہیں شہروں میں ..... کتب بینی ہے سیر اپنی، کتابیں ہیں چمن اپنا

مرزا غلام احمد قادیانی کے خلاف پہلا فتوئے تکفیر علمائے لدھیانہ نے دیا

مولانا محمد لدھیانوی صاحب لکھتے ہیں:

''بعد الحمد والصلوٰۃ محمد بن مولانا عبد القادر صاحب مرحوم لدھیانوی بیچ خدمت اہلِ اسلام عرض کرتا ہے کہ غلام احمد قادیانی کی تکفیر بباعث کلمات کفریہ کے اول ۱۳۰۱ھ ہجری میں ہمارے خاندان سے شروع ہوئی۔ اس وقت اکثر لوگ ہمارے مخالف رہے۔ بعد میں رفتہ رفتہ کل اہلِ علم نے قادیانی کے ضل مضل ہونے پر اتفاق کیا۔ حتی کہ علماء حرمین شریفین نے بھی قادیانی پر دائرہ اسلام سے خارج ہونے کا فتویٰ تحریر کر دیا۔'' (فتاویٰ قادریہ صفحہ ۲۶)

مولانا رفیق دلاوری صاحب لکھتے ہیں:

''جس روز قادیانی صاحب لدھیانہ میں قدوم ہوئے۔ مولوی محمد، مولوی عبد اللہ اور مولوی اسماعیل صاحبان نے کتاب براہین کا نظر غائر مطالعہ کیا اس میں کلمات کفریہ کی بڑی کثرت وفراوانی پائی۔ اس کے بعد شہر میں اعلان کر دیا کہ یہ شخص مجدد نہیں بلکہ زندیق اور خارج از اسلام ہے اور فتوے چھپوا [صحیح یہ ہے کہ فتوے لکھ (ناقل)] کر گرد ونواح کے شہروں میں روانہ کئے کہ یہ شخص مرتد ہے، آئندہ کوئی شخص اس کی کتاب نہ خریدے۔'' (رئیس قادیان صفحہ: ۳/۲)

مولانا محمد حسین بٹالوی صاحب لکھتے ہیں:

''کادیانی نے یہ اقسام وحی کتاب براہین احمدیہ میں اپنے لئے ثابت کئے تو بعض علمائے پنجاب [علمائے لدھیانہ (ناقل)] نے اس پر کفر کے فتوے لگائے اور وہ سمجھ گئے کہ یہ شخص اپنے لئے نبوت کا مدعی ہے۔ مگر چونکہ بیان وحی اقسام کے ضمن میں بصفحہ ۲۴۲ وغیرہ اس نے یہ ظاہر کیا تھا کہ یہ مرتبہ حقیقی طور پر آنحضرت ہی کا ہے اور وہ ظلی طور پر اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا امتی ہونے کی وجہ سے ان برکات کا محل ہے۔ لہذا خاکسار نے اس پر حسن ظنی کر کے اس کو تکفیر سے بچایا اور دھوکا کھایا اور اس کی حمایت میں ریویو براہین احمدیہ لکھا۔ مجھے اس وقت تک اس کے خبث باطن کا (بحکم ع خبث نفس نگردد بسالہا معلوم) علم نہ تھا اور کیونکر ہوتا جب تک وہ اپنے معہ سے اس نجاست کو جواب نکال رہا ہے نہ نکالتا۔ مجھے اس کا یہ حال وخیال اس وقت معلوم ہوتا تو میں سب سے پہلے اس پر کفر کا فتویٰ لگاتا۔ (اشاعۃ السنۃ نمبر ۶ جلد ۱۵ صفحہ ۱۱۹)

خود مرزا غلام احمد قادیانی نے لکھا:

''یہ الفاظ بطور استعارہ ہیں جیسا کہ حدیث میں بھی مسیح موعود کے لیے نبی کا لفظ آیا ہے۔ ظاہر ہے کہ جس کو خدا بھیجتا ہے وہ اس کا فرستادہ ہی ہوتا ہے۔ اور فرستادہ کو عربی میں رسول کہتے ہیں۔ اور جو غیب کی خبر خدا سے پا کر دیوے اس کو عربی میں نبی کہتے ہیں۔ اسلامی اصطلاح کے معنیٰ الگ ہیں۔ اس جگہ محض لغوی معنیٰ مراد ہیں۔ ان سب مقامات کا مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے ریویو لکھا ہے اور اس پر کوئی اعتراض نہیں کیا۔ بلکہ بیس برس سے تمام پنجاب اور ہندوستان کے علماء ان کو ''براہین احمدیہ'' میں پڑھتے ہیں اور سب نے قبول کیا۔ آج تک کسی نے اعتراض نہیں کیا۔ بجز دو تین لدھیانہ کے ناسمجھ مولوی محمد اور مولوی عبد العزیز کے۔'' (حاشیہ اربعین نمبر ۲، صفحہ ۲۴)

مذکورہ حوالے ''تاریخ ختم نبوت'' سے لئے ہیں۔

تبلیغی جماعت مشاہیر کی نظر میں

(قسط:۸۲)

رب نواز، احمد پور شرقیہ

حضرت مولانا محمد الیاس رحمہ اللہ کی دعوت

حضرت مولانا ڈاکٹر عبد الرزاق اسکندر رحمہ اللہ، حضرت مولانا محمد الیاس رحمہ اللہ کے متعلق لکھتے ہیں:

''آپ کا معمول تھا کہ آپ شہر کے بازاروں، گاؤں اور قصبوں میں جاتے اور مسلمانوں کو اللہ کی طرف دعوت دیتے اور مساجد اور تعلیم کے حلقوں سے جڑنے کی ترغیب دیتے، تاکہ وہ اس طرح ایمان، نماز اور اسلام کے بنیادی مسائل سیکھیں، اور ان بنیادی مسائل اور اسلامی آداب کو خود سیکھنے، علمی طور پر اپنانے اور دوسروں کو سکھانے کے لیے ان سے مطالبہ کرتے تھے کہ اپنے خرچ پر مہینہ میں تین دن، سال میں چالیس دن اور عمر بھر میں چار ماہ کے لیے اللہ کی راہ میں نکلیں۔'' (مقدمہ تبلیغی جماعت اور اس کی دعوت کے اصول وآدب صفحہ ۸)

جماعت سے ہر طبقہ کے لوگوں نے فائدہ اُٹھایا

حضرت اسکندر صاحب رحمہ اللہ مذکورہ اقتباس کے آگے لکھتے ہیں:

''اس طرح اللہ تعالیٰ نے اس بزرگ [حضرت مولانا محمد الیاس رحمہ اللہ (ناقل)] کی مخلصانہ محنت میں برکت عطاء فرمائی اور ان کے اردگرد پاک سیرت اہلِ ایمان افراد کی ایسی جماعت جمع ہوگئی جن کا تعلق معاشرے کے ہر طبقہ اور مزدور وغیرہ سب ہی تھے۔'' (مقدمہ تبلیغی جماعت اور اس کی دعوت کے اصول و آدب صفحہ ۹)

جماعت کے لیے کچھ قواعد وضوابط

حضرت اسکندر صاحب رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''حضرت مولانا محمد الیاس رحمہ اللہ نے اس جماعت کے لیے کچھ قواعد وضوابط وضع فرمائے جن میں سے بعض کو یہاں ذکر کیا جاتا ہے: ۱:...اپنے خرچ پر نکلنا۔ لہٰذا جو شخص بھی اللہ کی راہ میں نکلے وہ اپنی جیب سے خرچ کرے، کسی تنظیم کی طرف سے یا چندہ لے کر نہ جائے، اس لیے اگر کسی کو فرصت نہیں یا خرچ کی طاقت نہیں، وہ اپنے محلّہ کی مسجد میں اور مقامی کام میں جڑتا رہے۔ ۲:...سیاسی امور میں دخل اندازی سے دُور رہے۔ ۳:...اجتہادی، فروعی اور فقہی مسائل کو نہ چھیڑا جائے اور ہر شخص نے جو بھی فقہی مسلک اختیار کیا ہوا ہے، اسی پر عمل کرے یا اس ملسک پر جو اس ملک میں رائج ہو اور پوری توجہ اور اہتمام سے ایمان، یقین، اخلاص، نماز، علم، ذکر مسلمانوں کے اکرام اور ان کے حقوق کا خیال رکھے، دعوت اور خروج فی سبیل اللہ میں مصروف رہے۔'' (مقدمہ تبلیغی جماعت اور اس کی دعوت کے اصول وآدب صفحہ ۹)

تبلیغی جماعت کی دعوت بین الاقوامی دعوت ہے

حضرت اسکندر صاحب رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ نے اس بزرگ [حضرت مولانا محمد الیاس رحمہ اللہ (ناقل)] کی محنت میں ایسی برکت عطاء فرمائی کہ جو دعوت ایک قریہ اور بستی سے شروع ہوئی تھی وہ ترقی کرتے کرتے ایک عالمی اور بین الاقوامی دعوت بن گئی۔ اس جماعت کے بارے میں یہ میری معلومات ہیں۔ ولا ازکی علی اللہ احدا وصلی اللہ علی سیدنا محمد و علی آلہ وصحبہ وسلم'' (مقدمہ تبلیغی جماعت اور اس کی دعوت کے اصول وآدب صفحہ ۹)

والفضل ماشھدت بہ الاعداء

غیر مقلدین کا علمائے دیوبند کو خراج تحسین

قسط:۸۹ رب نواز، احمد پور شرقیہ

مولانا قاری سعید الرحمن علویؒ

(ایڈیٹر ہفت روزہ خدام الدین لاہور)

پہلی ملاقات اور حلیہ

مولانا محمد اسحاق بھٹی صاحب لکھتے ہیں:

''بہت عرصہ، میں اپنے دفتر ادارہ ثقافت اسلامیہ میں بیٹھا کام کر رہا تھا کہ ایک نوجوان آئے۔ انہوں نے بے حد احترام سے السلام علیکم کہہ کر مصافحے کے لئے میری طرف ہاتھ بڑھائے اور ایک لفافہ پیش کیا۔ میں نے لفافہ کھولا تو اس سے ایک مطبوعہ خط نکلا جو مولانا احمد علی لاہوی مرحوم و مغفور کے فرزند گرامی مولانا عبید اللہ انور مرحوم نے بھیجا تھا۔ اس خط میں لکھا تھا کہ مولانا حسین احمد مدنی کے صاحب زادے مولانا اسعد میاں صاحب دیوبند سے لاہور تشریف لائے ہیں ...اس نوجوان کا حلیہ یہ تھا۔ میانہ قد، سرخی مائل گندمی گوں رنگ، گول چہرہ، آنکھوں پر نظر کی عینک، شلوار قمیص پہنے ہوئے، سر پر سفید بڑا سا رومال، پاؤں میں پشاوری چپل۔ گفتگو میں مؤدب۔ انہوں نے پہلے دن ہی اپنا نام بتا دیا تھا، سعید الرحمٰن علوی ایڈیٹر ہفت روزہ خدام الدین (لاہور) یہ تھی پہلی ملاقات جو قاری سعید الرحمٰن علوی سے ادارہ ثقافت اسلامیہ میں ہوئی۔ اس کے بعد وہ ہمارے دوستوں کی جماعت میں شامل تھے اور ہمارے دفتر ان کی آمد و رفت کا سلسلہ جاری تھا۔'' (بزم خردمنداں صفحہ ۱۳۴)

خاندان اور والد گرامی

بھٹی صاحب لکھتے ہیں:

''سعید الرحمٰن علوی کے خاندان کا تعلق بھیرہ ضلع خوشاب سے تھا۔ ان کے دادا اس علاقے کے عالم دین تھے۔ والد گرامی کا نام مولانا محمد رمضان تھا، جنہوں نے ابتدائی تعلیم اپنے گھر میں حاصل کی۔ پھر دیوبند کا قصد کیا اور وہاں کے دار العلوم کے متعدد اساتذہ سے اخذ علم کیا۔ سند فراغت لے کر واپس آئے تو اپنے آبائی مسکن بھیرہ میں تدریس و خطابت میں مصروف ہو گئے۔ کئی سال یہ بنیادی خدمت سرانجام دیتے رہے اور بے شمار لوگوں نے ان سے استفادہ کیا۔ سیاسات میں وہ مجلس احرار سے تعلق رکھتے تھے اور اس جماعت کے خاموش مگر سرگرم رکن تھے۔ تدریسی اور خطابتی سلسلے میں بھی اپنی ذات کو نمایاں کرنے کے عادی نہ تھے۔ بعض حضرات کے اصرار پر مولانا محمد رمضان علوی ۱۹۶۱ء میں راولپنڈی چلے گئے تھے۔ وہاں بھی درس و خطابت ان کا اصل کام رہا۔ ۱۶ جنوری ۱۹۹۰ء کی شام کو کسی دینی اور اصلاحی مقصد کے لیے کہیں جا رہے تھے کہ ایک حادثے کی زد میں آ گئے اور ۱۸ جنوری کی رات کے آخری حصے میں وفات پا گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون''

(بزم خردمنداں صفحہ ۱۳۵)

ابتدائی تعلیم

بھٹی صاحب لکھتے ہیں:

''سعید الرحمٰن علوی اسی خاموش طبع عالم و خطیب کے لائق فرزند تھے جو ۱۴/اپریل ۱۹۴۸ء کو پیدا ہوئے۔ گھر کا ماحول علمی تھا، ابتدائی تعلیم وہیں حاصل کی۔ پڑھنے میں تیز بھی تھے اور ذہین بھی۔ ۱۹۵۶ء میں قرآن مجید حفظ کیا۔ پھر قراءت و تجوید کا فن سیکھ لیا۔ اس کے بعد اس میدان میں تیزی سے آگے بڑھتے گئے۔'' (بزم خردمنداں صفحہ ۱۳۵)

مزید تعلیم

بھٹی صاحب لکھتے ہیں:

''۱۹۶۶ء میں گوجراں والا کے مدرسہ نصرت العلوم میں درس نظامی کی تکمیل کی۔ ملتان کے مدرسہ خیر المدارس کے اساتذہ کے سامنے بھی زانوئے شاگردی تہہ کئے۔ ۱۹۸۶ء میں پنجاب یونیورسٹی سے فاضل اردو کی سند حاصل کی۔ ۱۹۸۷ء میں بی اے پاس کیا۔ ۱۹۹۱ء میں ایم اے عربی اور ۱۹۹۳ء میں ایم اے اسلامیات کی سندات حاصل کیں۔ قاری سعید الرحمٰن علوی نے مختلف مقامات کے متعدد ساتذہ سے کسب فیض اور ایک عالم دین، خطیب اور مصنف و مترجم کی حیثیت سے متعارف ہوئے۔'' (بزم خردمنداں صفحہ ۱۳۵)

زورِ قلم

بھٹی صاحب لکھتے ہیں:

''قاری صاحب کا قلم بڑی روانی سے چلتا تھا۔ وہ لکھنے کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتے تھے۔ روز ناموں سے لے کر سہ ماہی تک ان کے قلم کی رسائی تھی۔ انہوں نے روز نامہ اخباروں میں سے امروز اور مشرق میں بھی لکھا جو طویل مدت سے بند ہو چکے ہیں اور موجودہ روز ناموں میں سے جنگ، نوائے وقت اور پاکستان کے صفحات میں بھی ان کے مضامین کسی نہ کسی موضوع پر چھپتے رہے۔ لکھنے کے لیے موضوع تلاش کرنے کا انہیں بڑا ملکہ حاصل تھا، پھر اس موضوع کے مطابق وہ اظہار مدعا کا فن بھی جانتے تھے۔ روز نامہ پاکستان میں تو انہوں نے بہت لکھا۔ ہر دوسرے تیسرے دن ان کا کوئی نہ کوئی مضمون اس اخبار میں شائع ہوتا تھا۔ ہفت روزا خباروں میں سے چٹان، خدام الدین، حرمت (راولپنڈی)، ترجمان اسلام اور لولاک (فیصل آباد) میں ان کے قلم کے جواہر پارے قارئین کے سامنے آتے رہے۔ ہفت روزہ خدام الدین کی زمام ادارت ۱۹۷۴ء سے ۱۹۸۴ء تک دل سال ان کے ہاتھ میں رہی۔ ان روز ناموں اور ہفت روزوں کے علاوہ لاہور کے پندرہ الاحرار کے قارئین ان کے رشحاتِ قلم سے مستفید ہوتے رہے۔'' (بزم خردمنداں صفحہ ۱۳۵)

علوی صاحب کی نگارشات

بھٹی صاحب لکھتے ہیں:

''میرے زمانہ ادارت میں ادارہ ثقافتِ اسلامیہ کے ماہ نامہ المعارف میں ان کے مقالات کی اشاعت کا سلسلہ جاری رہا۔ پھر مشہور ماہ ناموں میں سے الحق (اکوڑہ خٹک)، میثاق (لاہور)، نقیب ختم نبوت (ملتان)، شمس الاسلام (بھیرہ)، الرشید (لاہور)، حکمت قرآن (لاہور)، قومی ڈائجسٹ (لاہور) اور بعض دیگر ماہناموں میں ان کے افکار قارئین کے مطالعہ میں آتے رہے۔ دیال سنگھ لائبریری (لاہور) کے شعبہ تحقیق اسلامی کا سہ ماہی رسالہ منہاج مولانا محمد متین ہاشمی کی ادارت میں شائع ہوتا تھا۔ وقیع علمی رسالہ تھا، اس میں بھی قاری سعید الرحمٰن علوی کی نگارشات اپنا جلوہ دکھاتی رہیں۔'' (بزم خردمنداں صفحہ ۱۳۶)

ترجمہ و تصنیف

بھٹی صاحب لکھتے ہیں:

''رسائل و جرائد کی مضمون نگاری کے علاوہ ترجمہ و تصنیف سے بھی قاری سعید الرحمٰن علوی کا رابطہ رہا۔ اس کی تفصیل یہ ہے: ۱۔ امام غزالی کی کیمیائے سعادت کا ترجمہ ۲۔ امام ابن سیرین کی تعبیر الرؤیا کا ترجمہ ۳۔ حضرت عروہ بن زبیر کی مغازیٔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ترجمہ جو ادارہ ثقافت اسلامیہ نے شائع کیا۔ ۴۔ علم فقہ کی درسی کتاب قدوری کا ترجمہ ۵۔ خلفائے راشدین، حسن کردار و عمل ۶۔ اہلِ بیت نبوت ۷۔ مقدمہ تاریخ ابن کثیر (البدایہ و النہایہ) ۸۔ مقدمہ سوانح ابن تیمیہ ۹۔ مولانا محمد علی جالندھری ۱۰۔ استاذ القراء قاری محمد شریف۔ اسی طرح چھوٹی بڑی بعض اور کتابوں کے ترجمے کئے اور بعض کتابیں تصانیف کیں۔'' (بزم خردمنداں صفحہ ۱۳۶)

آئینۂ حیات ... قسط:۲۲

بیتی زندگی کی کچھ یادیں

مولانا ابوالحسن بھٹی، احمد پور شرقیہ

زبان والے انسان ایک دوسرے کو جو کچھ بتا سکتے ہیں وہ سب کچھ گونگے ایک دوسرے سے تبادلہ خیال کر لیا کرتے ہیں۔ کسی حسی (نظر آنے اور محسوس ہونے والی) چیز کو اشارے سے سمجھنا تو ان کے لیے مشکل نہیں ہوتا۔ البتہ جن مخلوقات کے جسم ان کے سامنے نہیں مثلاً فرشتے، جنت، قیامت، انبیاء وغیرہ انہیں سمجھانے کے لیے ترجمانوں نے خاص خاص اشارے وضع کئے ہوئے ہیں یہ اشارے وہ ترجمانوں سے سیکھتے ہیں، پھر آگے گونگوں میں عام کرتے ہیں۔

گونگوں کے ساتھ جماعت میں وقت لگایا تو معذور گونگے بھی دیکھنے میں آئے، پھر معذوروں میں وہ گونگے بھی شامل ہیں جو گونگے ہونے کے ساتھ ساتھ آنکھ سے نابینا بھی تھے۔ گونگے بولنے اور سننے سے محروم ہوتے ہیں ان کے ساتھ تبادلہ خیال ہاتھ کے اشاروں سے ہوتا ہے مگر جو گونگا آنکھوں کی بینائی سے بھی معذور ہو وہ مخاطب کے اشاروں کو کیسے دیکھے؟ آنکھوں سے معذور گونگے سے تبادلۂ خیال کرتے ہوئے اس کے ہاتھوں کو پکڑے ہوئے اشاروں کے مطابق انہیں ہلا کر بات بتائی اور پوچھی جاتی ہے۔ ہمارے شہر احمد پور شرقیہ شب جمعہ کے مجمع میں آنے والے گونگوں میں آنکھوں سے معذور نابینا بھی ہے۔ ترجمان بیان کو اشاروں میں ڈھالتا ہے اور باقاعدہ ایک گونگا نابینا گونگے کا ہاتھ پکڑے اشاروں سے سارا بیان سمجھاتا ہے۔ یہ ایک مجاہدہ ہے مگر اس سے زیادہ مجاہدہ تو دید سے محروم گونگے کا ہے، وہ اوچ شریف کے کسی دیہات سے باقاعدگی کے ساتھ ہر شب جمعہ پہ آتا ہے اور جماعت میں وقت بھی لگاتا ہے۔

گونگوں کو نیکی کے کاموں میں دیکھ کر رشک آتا ہے اور ساتھ ہی عبرت بھی ہوتی ہے کہ اللہ دین کا کام لینے میں کسی کا محتاج نہیں ہے اگر صحیح سالم زبان و بیان کی سلامتی والا شخص دین کی محنت نہ کرے بلکہ فرائض تک بجا نہ لائے تو اللہ دین کا کام ان معذور گونگوں سے لے سکتا ہے۔ اللہ نے گونگوں سے دین کا کام لے کر بولنے والوں کو ایک بار پھر سوچنے اور عبرت حاصل کرنے کا موقع دیا ہے۔

گونگوں کی ترجمانی

بندہ کو گونگوں کی ترجمانی سیکھنے کا شوق تھا، پھر گونگوں کے ساتھ وقت لگانے کا موقع بھی مل گیا۔ مزید یہ ہوا کہ تشکیل کے قریبا دس دن بعد وقت ختم ہو جانے پر موجودہ ترجمان کو واپس جانا پڑا تو گونگوں کو سنبھالنے کی ساری ذمہ داری مجھ پہ آ گئی۔ کسی بھی زبان کو جلدی تب ہی سیکھا جا سکتا ہے کہ وہ زبان جیسے کیسے بھی آتی ہو اہلِ زبان کے ساتھ بولنا شروع کر دو۔ گونگوں کی ترجمانی کی ذمہ داری جب بندہ کے سر پہ آ گئی تو جتنا کچھ اشارے آتے تھے انہی کے ذریعہ ترجمانی شروع کر دی۔ ترجمانی میں مشغول ہو جانے کا فائدہ یہ ہوا کہ بہت سے اشارے سیکھ لیے۔

گونگوں نے اشارے سیکھانے میں فراخ دلی کا مظاہرہ کیا۔ جہاں کہیں اشارہ غلط ہوتا تو وہ روک کر اصلاح کر دیتے اور بعض مرتبہ یہ بھی واضح کرتے کہ اس طرح اشارہ کرنے سے مفہوم بدل جاتا ہے۔ آپ نے جو اشارہ کیا اس کا مفہوم یہ ہے اور جو بات آپ بتانا چاہتے ہیں اس کا اشارہ اس طرح ہے۔ لہذا یوں نہیں، اس طرح اشارہ ہونا چاہیے۔

بہ سلسلہ علمائے احمد پور شرقیہ

حضرت مولانا محمد رمضان نعمانیؒ

(چوتھی قسط)

رب نواز، احمد پور شرقیہ

جلسۂ سیرت پر خطاب

بندہ نے جامعہ فتحیہ احمد پور شرقیہ شعبہ کتب میں داخلہ لے لیا ۱۹۹۶ء سے ۲۰۰۰ء تک یہاں رہائش رہی۔ اس لیے شہر اور شہر کے آس پاس کے علاقوں میں ہونے جلسوں پہ کبھی کبھی حاضری ہو جایا کرتی تھی۔ اس دَور میں قاری سیف اللہ کے ہاں جامع مسجد القریش محلّہ قریش آباد میں سالانہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عنوان سے ہر سال جلسہ ہوا کرتا تھا۔ اس جلسے میں نعمانی صاحب کو بھی تقریر کے لیے بلایا جاتا تھا۔

ایک دفعہ اسی جلسہ میں حاضری ہوئی، حضرت کا خطاب سنا جو جلسہ کے عنوان کے مطابق سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر مشتمل تھا۔ اس خطاب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بہادری کو بیان کیا اور آپ کا ارشادہ فرمودہ درج ذیل جملہ دہرایا:

اَنَا النَّبِیُّ لَا کَذِب : اَنَا ابْن عَبْدِ الْمُطْلِب

میں نبی ہوں، کوئی جھوٹ نہیں۔ میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں۔

اسی خطاب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قربانی کرنے کا واقعہ بھی بیان کیا کہ آپ اونٹوں کی قربانی کرنے لگے تو اونٹ خود ہی گردن جھکا جھکا کر آپ کے مبارک ہاتھوں سے قربان ہونے کے لیے حاضر ہوتے رہے۔ پھر فرمایا: اس زمانے کے اونٹوں کو بھی نبی کی پہچان تھی مگر آج کے گستاخ کو ان کی کوئی شناس نہیں ہے۔ حضرت کا یہ خطاب مسجد میں قریب بیٹھ کے سنا الحمدللہ۔ حضرت کا یہ خطاب سرائیکی زبان میں تھا اور شہر میں عموما ان کی تقریریں مقامی زبانی (سرائیکی) میں ہوا کرتی تھیں۔ اپنی مسجد ''محمد رسول اللہ'' میں جمعہ کی تقریر بھی سرائیکی زبان میں کیا کرتے تھے۔ احمد پور شرقیہ میں اکثریت سرائیکیوں کی ہے اس لیے سرائیکی میں بیان کرنا ہی مناسب تھا۔

حضرت مولانا مفتی محمد انور اکاڑوی سے ملاقات

احمد پور شرقیہ میں حضرت مولانا مفتی محمد انور اکاڑوی دام ظلہ (رئیس شعبہ تخصص فی الدعوۃ والارشاد جامعہ خیر المدارس ملتان) تقریر کے لیے تشریف لائے۔ تقریر کے بعد علماء و حفاظ حضرت اکاڑوی کے گرد جمع ہو گئے۔ حضرت نعمانی بھی یہاں تشریف فرما تھے۔ حضرت اکاڑوی صاحب کا زیادہ تر مطالعہ غیر مقلدیت کا ہے اور نعمانی صاحب کا مطالعہ بریلویت پہ بہت زیادہ ہے پھر بھی حضرت نعمانی صاحب اس مجلس میں بریلویت کے حوالے سے مختلف سوالات کرتے رہے جن کا حضرت اکاڑوی دام ظلہ نے جواب دیا۔ سوال و جواب کا یہ سلسلہ ان دونوں کے درمیان میں تو ایک مذاکرہ کی حیثیت رکھتا تھا مگر حاضرین کے لیے اس میں کئی نئی باتوں کا انکشاف تھا جو ان کے علم میں اس وقت پہلی بار آئیں۔

مولانا محمد الیاس گھمن دام ظلہ سے ملاقات

حضرت مولانا محمد الیاس گھمن دام ظلہ جامعہ فتحیہ میں کئی بار تشریف لائے۔ ایک بار ان کی تشریف آوری ہوئی تو حضرت نعمانی صاحب بھی ملاقات کے لیے جلوہ افروز ہوئے۔ کافی دیر تک تبادلہ خیال ہوتا رہا۔ حضرت نعمانی صاحب نے اس مجلس میں کہا: میں نے فلاں بندے سے کار لینی ہے، معاہدہ ہو گیا اور کچھ رقم بھی دے دی ہے مگر وہ کار دینے سے ٹال مٹول کر رہا ہے۔ گھمن صاحب نے فوراً اس بندے کو فون کیا اور اس مسئلہ کو حل کو کرنے کی نقد سفارش فرمائی۔

عید الاضحی کی آمد پہ

ہم نے بکرا خریدا

منیر احمد شاہ فاروقی، کیماڑی کراچی

عید الاضحیٰ کی آمد میں تین دن رہ گئے تھے لیکن ہمارے گھر میں بکرا نہیں آیا تھا۔ ابا جان کے پیر میں درد تھا اور بھائی جان کو اتنی فرصت نہیں مل رہی تھی کہ بقول ان کے اپنا سر بھی کھجلا سکیں۔ اس لیے اس مرتبہ بکر لانے کی ذمہ داری ہم پر ڈالی گئی۔ ہم نے لاکھ ٹالنے کی کوشش کی مگر بھلا اماں کا حکم بھی ٹل سکتا ہے؟ توبہ کیجئے، ناچار ہمیں بکرا لانے کے لیے راضی ہونا پڑا۔

''بکرا دیکھ لینا، دو دانت کا ہو یا سال سے کم کا نہ ہو۔'' ابا جان نے ہمیں بتایا۔

''اور ہاں! ذرا آنکھیں کھول کر لینا، کان کٹا نہ ہو۔ آنکھیں ٹھیک ہوں، لنگڑا نہ ہو اور خوب تندرست بھی ہو۔'' بھائی جان بھلا کیوں پیچھے رہتے۔ کھانا کھاتے ہوئے بولے۔

''ہڈی چمڑے کا ڈھانچہ نہ اُٹھا لانا۔ اگر گوشت نہ ہو تو بکرے کا کیا کرنا۔'' چھوٹو عمران بولا۔

''جیب کا بھی خیال رکھنا، منڈی میں بہت سے جیب کترے بھی پھر رہے ہوتے ہیں'' دادا جی نے بھی اپنے حصہ کی نصیحت کر چھوڑی۔ غرض ہم نے نصیحتوں کی گٹھڑی سر پہ رکھی، روپے احتیاط سے خفیہ جیب میں رکھے اور بکرا منڈی کی طرف چل پڑے۔ راستے میں اپنا اکلوتا دوست عابد خان مل گیا۔ اس نے دُور ہی سے ہمیں دیکھتے ہوئے چیخ کر پوچھا:

''بھائی صاحب! آپ کہاں چلے؟''

''بکرا منڈی! چلو تم بھی چلو۔'' ہم نے انہیں بتانے کے ساتھ دعوت بھی دے دی۔

''اس سے پہلے کبھی بکرا خریدا ہے آپ نے؟'' اس نے ہمیں اکیلے دیکھ کر پوچھا۔

''نہیں اکیلے تو نہیں خریدا، البتہ ابو اور بھائی جان کے ساتھ خریدا ہے، پہلی مرتبہ اکیلے خریدنے جا رہا ہوں۔'' ہم نے انہیں پوری بات بتائی۔

''چلیے خیر... فکر کی کوئی بات نہیں، میں بکرا دلوا دوں گا۔'' عابد خان نے ساری بات سن کر ہمیں تسلی دی۔ وہاں سے رکشے میں بیٹھ کر ہم بکرا منڈی پہنچے۔

بکرا منڈی میں داخل ہوئے تو ہر طرف بکرے ہی بکرے اپنی بہار دکھا رہے تھے۔ مجھے تو ایسا محسوس ہو رہا تھا، جیسے میں بھی ایک بکرا ہوں۔ آخر ہم ایک بکرے والے کی طرف متوجہ ہوگئے، وہ ہمیں اشارے سے بلا رہا تھا:

''باؤ جی! بکرا چاہیے۔'' اس نے پوچھا اور ہم نے سر ہلا دیا۔

''ایک سے ایک جوان و تندرست بکرا ہے میرے پاس۔'' اس نے ہمیں بکرے دکھانے شروع کر دیئے۔

''نہیں بھائی! یہ تو کانا ہے۔'' عابد خان نے ایک بکرے کو رد کر دیا۔ بکرے والے نے دوسرے بکرے دکھائے۔

''نہیں بھائی! یہ کان کٹا ہے، اس کے دانت پورے نہیں۔'' عابد خان نے ہر بکرے میں نقص نکالے۔ وہ دن بکرا منڈی میں گزرا لیکن ہم کوئی بکرا پسند کرنے میں ناکام رہے اور یہ کام دوسرے دن پر چھوڑا۔ شام کو گھر پہنچ کر اماں، ابو اور بھائی جان بلکہ دادا جی کی بھی گرما گرم باتیں ہضم کرنا پڑیں۔

دوسرے دن ظہر کی نماز پڑھ کر ہم بکرا منڈی کی جانب روانہ ہونے کے لیے پر تول رہے تھے کہ عابد خان آ پہنچا اور یہ خوش خبری سنائی کہ وہ آج بھی میرے

ساتھ بکرا منڈی جانے کا مصمم ارادہ رکھتا ہے۔ یہ خبر سن کر ہمیں جھٹکے لگنے لگے اور کل کے واقعات یاد آنے لگے۔ ہم نے عابد خان کو مختلف بہانوں سے بہلانے کی کوشش کی تاہم ہمیں کامیابی نہ مل سکی اور مجبوراً ہمیں عابد خان کو ساتھ لینا پڑا۔ بس کے ذریعے بکرا منڈی پہنچے۔ راستے میں جو واقعات پیش آئے، ان کو گول کرنا ہی بہتر ہوگا۔ ہم نے ایک تندرست بکرا دیکھا تو دانت دیکھنے کے لیے اس کا منہ کھولنے لگے۔ مگر وہ کسی دلہن کی طرح شرما کر منہ ہی نہیں کھول رہا تھا۔

''لائیے! میں کھولوں کا اس کا منہ۔'' عابد خان ہمیں ناکام ہوتے دیکھ کر کہا اور دونوں ہاتھوں سے زور لگا کر اس کا منہ چیرنے کی حد تک کھول لیا۔ پھر ایک ہاتھ منہ میں ڈال کر بکرے دانت گننے لگا۔ ابھی اس نے دانت گننا شروع ہی کیے تھے کہ بکرے نے فوراً منہ بند کر لیا اور عابد خان کا ہاتھ بکرے کے منہ میں رہ گیا۔ وہ کراہنے لگا:

''ہائے اللہ!... ہائے میرا ہاتھ۔'' بڑی مشکل سے بکرے والے نے اس کا ہاتھ چھڑایا تو عابد خان کو ذرا چین آیا۔ بکرے کی اس گستاخی کی وجہ سے عابد خان نے ہمیں حکم فرمایا:

''اس سے کوئی بکرا لینا نہیں ہے۔''

بکرے والے نے بڑی معذرت کر کے روکنے کی کوشش کی لیکن عابد خان بکرے کی گستاخی معاف کرنے پر رضا مند نہ ہوئے۔ چنانچہ ہمیں مجبوراً دوسرے بکرے والے کی طرف رخ کرنا پڑا۔ ایک بکرا ہر لحاظ سے تندرست لگا، ہمیں پسند آیا، تاہم جب ہم نے بکرے والے سے قیمت معلوم کی اس نے کہا:

''باؤ جی! صرف آپ کے لیے پچیس ہزار کا ہے۔''

یہ قیمت سن کر بے اختیار ہمیں چکر آیا اور بکرا لینے کا ارادہ ترک کر دیا۔ دوسرے بکروں کی قیمتیں معلوم کیں تو سب کی قیمتیں ہمارے اندازوں سے باہر سفر کر رہی تھیں۔ آخر شام کے وقت ہم بکرا منڈی کے آخری کونے میں کھڑے ایک بکرے والے کے پاس پہنچے۔ اس کے پاس صرف ایک بکرا تھا جو دانت، کان اور جسم کے لحاظ سے بالکل ہماری پسند کے مطابق تھا، ہم نے بکرا پسند کرنے کے بعد قیمت معلوم کی تو قیمت بھی دیگر بکروں والوں کی نسبت مناسب لگی یعنی پندرہ ہزار۔ لیکن ہم نے فوراً رضا مند ہونا مناسب نہ سمجھا اور بکرے والے سے قیمت کے معاملے پر جوڑ توڑ شروع کر دیا۔ آخر کار ہمیں کامیابی ہوئی اور بکرے والا ہمیں صرف تیرہ ہزار میں بکرا دینے پر آمادہ ہو گیا۔ ہم نے یعنی میں اور عابد خان نے بکرے کی رسی تھامی اور گھر کی طرف فاتحانہ چال چلتے ہوئے روانہ ہونے لگے۔ بکرے کو ایک سوزکی کے ذریعے گھر پہنچایا گیا۔ راستے میں سوزکی کے اندر بکرے اور عابد خان کے درمیان جو دھینگا مشتی ہوئی، اس کا ذکر یہاں نہیں کرتے۔

مغرب کے وقت ہم گھر پہنچے۔ بکرا گھر والوں کے حوالے کر کے نماز کے لیے مسجد چلے گئے۔ نماز پڑھ کر واپس آ گئے تو تمام گھر والے اماں، ابو، بھائی جان اور بچوں نے ہمارے انتخاب پر تعریف کی اور ہمیں کم قیمت پر ایسا صحت مند بکرا لانے پر شاباش بھی دی۔ بکرا اس قدر زیادہ لوگوں کو دیکھ کر گھبرا گیا تھا اور گھاس کھانے سے انکاری تھا۔ ہم نے خیال نہ کیا، بکرے کی گھبراہٹ اور گھاس نہ کھانے کو نقل مکانی کا سبب سمجھا۔ رات کو تمام گھر والے خوش خوش سو گئے۔

صبح نماز فجر ادا کرنے کے بعد جب ابو جان بکرے کو گھاس ڈالنے لگے تو ابو نے گھر والوں کو گھبرا کر بلایا۔ بکرے کے پاس پہنچ کر ہمیں بہت حیرت ہوئی، کیونکہ کل جو بکرا ہم لائے تھے اس کی جگہ ہڈیوں کا ڈھانچہ، بیمار اور مریل سا بکرا کھڑا تھا۔ (بقیہ صفحہ ۳۷ پہ)

حیرت انگیز

اک بھکاری کی داستان

اشتیاق احمد

''ایک بکرے کا سوال ہے بابا۔'' ہم چلتے چلتے رک گئے... سامنے سے آنے والے بھکاری نے ہمارا راستہ روک لیا تھا۔ وہ ہاتھ پھیلائے کھڑا تھا... میں نے جلدی سے جیب میں ہاتھ ڈالا اور پانچ کا سکہ اس کے ہاتھ میں رکھ دیا۔

''یہ کیا... یہ تو پانچ کا سکہ ہے۔'' بھکاری نے جھلا کر کہا۔

''تو اور کیا سو کا نوٹ دوں۔ میں نے آنکھیں نکالیں۔

''آپ نے شاید میرے سوال پر توجہ نہیں دی۔''

''ہائیں... کیا کہا تھا تم نے''

''ایک بکرے کا سوال ہے بابا۔'' میں چونکا۔

''جی ہاں! یہی کہا تھا... اب کریں سوال پورا۔''

''بھائی! تم ہوش میں تو ہو... جانتے ہو... کتنا مہنگا سوال کر رہے ہو۔'' اشفاق نے منہ بنایا۔

''جانتا ہوں ... آج کل بکرے بہت مہنگے ہیں ...لیکن میں زیادہ مہنگے بکرے کا سوال نہیں کیا۔... بس کم مہنگا دلوا دیں۔''

بھئی! تم کل گھر آ جانا، ہم اپنی قربانی کے گوشت میں سے تمہیں گوشت دے دیں گے۔'' میں نے جان چھڑانے کے لیے کہا ساتھ ہی جیب سے اپنا کارڈ نکال کر اس کی طرف بڑھا دیا۔

''یہ کیا... سوال بکرے کا اور دے رہے ہیں آپ پاؤ بھر گوشت ...یہ تو وہی بات ہوئی... سوال گندم جواب چنا۔''

''نہیں خیر... یہ وہ بات تو نہیں ہوئی... یہ محاورہ تو اور موقعے پر بولا جاتا ہے۔''

''میں محاورہ کی نہیں بکرے کی بات کر رہا ہوں... آپ لے بیٹھے محاورے کو۔'' اس نے بھنائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''اچھا بھائی ...معاف کرو...''

''جی نہیں۔'' اس نے زوردار انداز میں سر ہلایا۔

''کیا جی نہیں۔''

''معاف تو میں نہیں کروں گا... بکرا لے کر جاؤں گا، اس بار تو میں نے اور گھر والوں نے ٹھان رکھی ہے کہ قربانی تو ضرور کریں گے۔''

''تمہارا مطلب ہے... بھیک میں بکرا لے کر اس کی قربانی کرو گے۔'' میں نے آنکھیں دکھائیں۔

''ہاں کیوں... اس میں کیا حرج ہے۔... اگر کوئی سخی بھیک میں بکرا دے دے تو ہمارا کام بن جائے ...خوب ٹھاٹ سے قربانی کریں گے۔''

''ارے بھئی! اس سے تمہیں کوئی ثواب نہیں ملے گا۔'' اخلاق نے جھلا کر کہا۔

'نہ ملے... گوشت تو کھائیں گے ہفتوں تک۔''

''حد ہو گئی... کئی ہفتوں تک گوشت کیسے کھاؤ گے، سڑ نہیں جائے گا گوشت۔''

''آپ تو بہت سیدھے ہیں، آج کل فریجوں کو زمانہ ہے جناب... گوشت فریج میں رکھ لیں گے۔''

''حد ہو گئی... فریج کہاں سے لاؤ گے۔''

''کہیں سے لانے کیا ضرورت... جب ایک چیز گھر میں ہے۔'' اس نے بُرا سا منہ بنایا۔

''کک... کیا مطلب... یعنی تمہارے گھر میں فریج ہے۔''

''ہاں کیوں نہیں... ہمارے گھر میں تو ٹی وی، وی سی آر، گیزر... سبھی کچھ ہے... اللہ کہ بہت مہربانی ہے۔''

قبر کی تنہائی سے پہلے بھی قدرت ہمیں کئی بار تنہا کرتی ہے تاکہ ہم خالق کے حقیقی تعلق کو سمجھ سکیں۔ [بنت سلیمان، ماڈل کالونی کراچی]

''اور فریج کیسے خرید لیا۔''

''خریدیں ہمارے دشمن...ارے میاں جس طرح آج بکرے کا سوال کر رہا ہوں...بس اسی طرح ایک دن فریج کے سوال کا بھوت سوار ہو گیا تھا...بس شروع ہو گیا...بس سارا دن فریج کا سوال کرتا پھرا۔''

''یعنی اس دن تم یہ سوال کر رہے تھے...ایک عدد فریج کا سوال ہے بابا۔''

''ہاں اور کیا...سوال کے بغیر کون دینے لگا...ویسے ہمیں بھی عجیب وغریب سختیوں سے پالا پڑتا ہے۔ میں نے ایک دولت مند کو دعا دے دی کہ اللہ آپ کو بیٹا دے...اس کے ہاں بیٹا ہو گیا...پھر کیا تھا...میری مقرر جگہ پر پہنچا اور کہنے لگا:

''بابا! مانگو کیا مانگتے ہو...میرے ہاں بیٹا ہو گیا ہے۔''

میں نے فورا کہہ دیا:

''ایک عدد فریج کا سوال ہے بابا۔'' بس جناب اس طرح فریج مل گیا...آپ کو پتہ ہے؟ ہمارے گھر میں کیا کیا کچھ ہے...آپس کی بات ہے...کسی کو بتایئے گا نہیں...آپ کے اپنے گھر اتنی چیزیں نہیں ہوں گی ...جو ہمارے گھر میں ہیں۔''

''نن...نہیں'' میرے منہ سے نکلا۔

''آپ کیا دیں گے...دینے والوں کی شکلیں اور ہوتی ہیں۔'' اس نے یہ کہہ کر بہت بُرا سا منہ بنایا اور آگے نکل گیا۔

اور میں اپنے بھائیوں سے کہہ رہا تھا:

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے خلفائے راشدین کی سنت کو لازم پکڑنا۔''

کاش ہم ان کی ہر ہر سنت کا خیال رکھتے...اب ذرا غور کرو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس قسم کے جھوٹے بھکاری کو جھاڑ پلائی تھی یا نہیں...اس کا تھیلا الٹ کر رکھ دیا تھا یا نہیں...اب کہنے کو یہ بھکاری ہیں اور ان کے گھروں میں ایسی چیزیں موجود ہیں جو خود ہمارے گھروں میں بھی نہیں ہوں گی...افسوس!''

.....

بقیہ: ہم نے بکرا خریدا

پہلے تو ہم سمجھے کہ بکرا کوئی چرا لے گیا ہے تاہم بکرے کو غور سے دیکھنے پر معلوم ہوا کہ بکرا تو وہی ہے لیکن کل اور آج کے بکرے کے جسم میں بہت نمایاں فرق ہے۔ بھائی جان نے جلدی سے قصاب چچا عبد الحمید کو بلایا اور اسے تمام قصہ سنایا۔ چچا عبد الحمید نے سر ہلاتے ہوئے کہا:

''میاں! بیوپاریوں نے نیا طریقہ نکالا ہوا ہے ،کمزور اور مریل بکروں کے پیٹ میں ایک مخصوص طریقے سے گیس بھرتے ہیں جس کی وجہ سے بکرا چوبیس سے بارہ گھنٹہ تک خریداروں کو صحت مند دکھائی دیتا ہے اور وقت گزرنے کے بعد جب گیس خارج ہو جاتی ہے تو بکرا پھر سے اپنی اصلی جون میں آجاتا ہے۔''

یہ سن کر ہم بہت پریشان ہوئے، کیونکہ آج آخری دن تھا اور کل عید الاضحیٰ تھی اور بکرا دور ہی سے کمزور، بیمار اور مریل لگ رہا تھا، اس کی قربانی بھی مشکوک تھی، چنانچہ میں نے عابد خان کو تمام قصہ سنایا۔ پھر اس کو ساتھ لے کر بکرا منڈی پہنچے اور اس بکرے والے کو تلاش کرنے کی کوشش کی لیکن وہ ہاتھ نہ آیا اور ہم ناکام واپس ہوئے۔ پھر ابا جان اور بھائی جان بکرا منڈی سے منہ مانگی قیمت پر دوسرا تندرست بکرا لے آئے۔ اس واقعے کے بعد ہم نے بکرا منڈی کی طرف رخ کرنا چھوڑ دیا۔

یہ واقعہ جب یاد آتا ہے تو میں سوچنے لگتا ہوں کہ دنیا میں کیسے کیسے ظالم لوگ ہیں جو چند روپوؤں کے لیے بے زبان جانوروں پر ظلم کرتے ہیں اور اپنے مسلمان بھائیوں کو دھوکا دینے سے بھی نہیں چوکتے۔

نکمی کہیں کی!

بنت گل محمد ، جامعہ رشیدیہ للبنات احمد پور شرقیہ

میری بہنو! آج میں آپ کو ایسی لڑکی کی کہانی سناتی ہوں جو تھی تو ذہین مگر ٹیچرز اسے نکمی کہا کرتے تھے۔ آیئے! اس کی زبانی سنتے ہیں۔

میرا نام ایمان ہے، کلاس میں میری دوسری یا تیسری پوزیشن لازمی ہوتی تھی۔ پانچویں بھی میں نے ایسے ہی پاس کی۔ میں ٹیچرز کا بہت ادب کرتی تھی، ان کا کام کر دیتی تھی۔ اور ہر ٹیچر کی طرف سے مجھے ہی کام کا کہا جاتا جو میں خوشی خوشی کر دیتی تھی۔ سکول میں بہت ہی مشہور تھی۔ (شاید آپ سوچ رہے ہوں گے کہ ایسی لڑکیاں نام کمانے کے لیے ایسا کرتی ہیں، نہیں میری بہنو! ایمان ایسی لڑکی نہیں تھی۔ ہر ٹیچر اور تمام کلاس فیلو ایمان کی تعریف میں مثالیں دیتے تھے۔) خیر ایک بار مجھے سبق یاد نہیں تھا، طبیعت خراب ہونے کی وجہ سے میں سبق یاد نہ کر سکی۔ جب میں سکول آئی تو پہلا پیریڈ انگلش کا تھا، میں کتاب کھولے انگلش کا سبق یاد کر رہی تھی۔ ابھی میں سبق یاد کرنے میں مصروف تھی کہ ٹیچر آ گئیں۔ انہوں نے حاضری لگائی، اتنی دیر میں نے آدھا سبق یاد کر لیا۔ ٹیچر نے سبق سننا شروع کیا تو دوسری باری میری تھی، جب میری باری آئی تو میں نے سبق سنانا شروع کیا جتنا میں نے سبق یاد کیا تھا اتنا میں نے سنا دیا اور خاموش ہو گئی۔ ٹیچر نے کہا:

''آگے سناؤ''

میں نے ڈرتے ڈرتے سبق یاد نہ کرنے کی وجہ عرض کر دی مگر ٹیچر کو غصہ آ گیا اور کہا:

''ٹیچرز کی خدمتیں کروا لو، پورے سکول میں پھروالو... اور سبق یہ چار سطریں یاد نہیں ہوئیں آپ سے۔ نکمی کہیں کی نہ ہو تو۔ دفع ہو جاؤ میری کلاس سے۔''

اور ہم خاموشی سے کھڑے رہے۔ پیریڈ کے ختم ہونے پر ٹیچر کلاس سے چلی گئیں۔ ہمارا سارا دن ایسے ہی گذرا، کسی چیز کا بھی سبق یاد نہیں کیا۔ ہمیں ٹیچر کے نکمہ کہنے پہ بڑا دکھ ہوا۔ ہم روزانہ سبق سناتے تھے۔ آج سبق نہیں سنایا تو نکمی کا لقب دے دیا۔ کچھ دیر بعد انہی ٹیچر نے ہمیں بلایا اور کہا کہ: ''پانی لاؤ!''

ہم فرماں برداری کرتے ہوئے ٹیچر کے لیے پانی لے آئے۔ ٹیچر کے نکمی کہنے پر اتنا زیادہ اثر ہوا کہ میں نکمی بنتی چلی گئی اور اب ہر ٹیچر مجھے نکمی کے لقب سے نوازتی تھی اس نکمہ پن میں ہم ساتویں کلاس میں پہنچ گئے۔ (یاد رہے کہ میری چھٹی جماعت میں بھی چوتھی پوزیشن تھی، نکمی جو ہو گئی تھی) ساتویں کے امتحان میں صرف ایک دن باقی تھا سب پیپرز کی تیاری کر رہے تھے، اتنے میں انگلش کی ہماری ٹیچر آئیں جو ہماری انچارج بھی تھیں۔ اور کہا:

''کسی کا بھی انگلش کا پیپر اچھا نہ ہوا تو اس کو ساتویں میں پھر سے بٹھا دیا جائے گا۔ سن رہی ہو ناں ایمان!''

ٹیچر نے ہمیں مخاطب کر کے کہا اور ہم جی کے سوا کچھ نہ کہہ سکے۔ پیپر کا دن آ گیا، ہمارے آگے پیچھے دائیں اور بائیں لائق لڑکیاں تھیں۔ خیر جیسے ہی پیپر ہاتھ میں آیا تو ہمارے ہوش اُڑ گئے کیونکہ پیپر تھا ہی مشکل ہم نے آگے پیچھے والی لڑکیوں سے پوچھا لیکن وہ بتا نہ سکیں۔ ہم نے خود ہی اپنا پیپر مکمل کیا (کیونکہ ٹائم ختم ہونے والا تھا) اور اللہ پر توکل کر کے دے آئی۔ سب نے پوچھا کہ پیپر کیسا ہوا تو ہم نے کہا الحمد للہ اچھا ہوا۔ یہ ظاہر نہ ہونے دیا کہ پیپر خراب ہوا ہے۔

ٹیچر نے پیپرز چیک کر لیے تھے۔ ایک بچی ہمارے پاس آئی اور کہا کہ ایمان باجی آپ کو ٹیچر بلا رہی ہے ہیں۔ سوچا کہ ضرور پیپر کے بارے میں کوئی عتابانہ مؤاخذہ ہونے والا ہے۔ جب میں ٹیچر کے پاس کے پاس آئی تو ٹیچر نے کہا: ایمان بیٹا! ذرا پانی تو پلاؤ۔ یہ سن کر ہماری جان میں جان آ گئی۔ میں ٹیچر کو پانی دے آئی۔ دوسرے دن کلاس میں بیٹھے تھے، دوسرا پیپر شروع ہونے میں ایک گھنٹہ باقی تھا، ٹیچر ہماری کلاس میں آئیں اور حاضر لگائی۔ تھوڑا غصہ سے میرا نام پکارا: ''ایمان کھڑی ہو جاؤ'' ہم جو پیپر کی تیاری میں مگن تھے چونک کر ٹیچر کو دیکھا اور ڈرتے ڈرتے اپنی جگہ سے اُٹھ گئی۔ مجھے پتہ تھا کہ ضرور پیپر کی وجہ سے ڈانٹ پڑنے والی ہے۔

''ہاں بھئی! پیپر کس سے پوچھا تھا؟''

خود کیا ٹھا ٹیچر!'' میں نے ڈرتے ڈرتے جواب دیا۔

''صائمہ تم نے بتایا تھا ایمان کو پیپر۔'' ٹیچر نے لائق لڑکی کا نام لے کر پوچھا جو امتحان میں میرے آگے بیٹھی تھی۔

''نہیں ٹیچر! میں نے نہیں بتایا۔'' صائمہ نے جواب دیا۔

اسی طرح ٹیچر نے ان سب لڑکیوں سے پوچھا جو امتحان میں میرے دائیں بائیں بیٹھی تھیں۔ ان کا جواب ''ہم نے نہیں بتایا'' پا کر مجھ سے مخاطب ہوئیں:

''آج تم نے مجھے خوش کر دیا، صائمہ سے بھی زیادہ نمبر لئے ہیں تم نے انگلش میں۔'' پھر پوری کلاس کو مخاطب کر کے کہا:

''میں ایمان کو سارا سال نکمی سمجھتی رہی اور وہ تو ہوشیار تھی۔ آپ کو معلوم ہے کہ ایمان کا پیپر کیوں اچھا ہوا، کیونکہ وہ سب ٹیچرز کی خدمت کرتی ہے تو ان کے دل سے اس کے لیے دعائیں نکلتی ہیں۔'' ٹیچر نے پوری کلاس میں میری تعریف کی مگر میں خوش نہ تھی کیونکہ میں سب ٹیچرز کی نگاہ میں نکمی تھی۔ میں نے میٹرک پاس کر لیا ایسے اچھے نمبروں سے نہیں جیسے حق تھا۔ کسی کو نکمی نہ سمجھو میری بہنو! اگر کوئی نکمی ہے بھی سہی تو اس کا ساتھ دے کر اس کو ہوشیار بنا دیں، نہ یہ کہ اس کو نکمی کہہ کہہ کر نکمی ہی بنا دیں۔

.....

[...مفتی رب نواز کی تالیفات...]

(۱) فضائل اعمال کا عادلانہ دفاع (جلد اول)۔
(۲) زبیر علی زئی کا تعاقب۔
(۳) علمائے احمد پور شرقیہ۔
(۴) کاروانِ دیوبند۔
(۵) جنازے کے چید چیدہ مسائل۔
(۶) قربانی کے مسائل اور دلائل۔
(۷) غیر مقلدین کا علمائے دیوبند کو خراجِ تحسین۔
(۸) مسئلہ وحدۃ الوجود اور آلِ غیر مقلدیت۔
(۹) ازدواجی زندگی خوش گوار بنائیں۔
(۱۰) کتب بینی ہے سیر اپنی۔
(۱۱) مسئلہ تین طلاق پر مدلل بحث۔
(۱۲) غیر مقلد ہو کر تقلید کیوں؟۔
(۱۳) احادیث بخاری اور غیر مقلدین۔
(۱۴) تبلیغی جماعت مشاہیر کی نظر میں۔
(۱۵) غیر مقلدین کا امام بخاریؒ سے اختلاف۔
(۱۶) غیر مقلدین کا امام ابوحنیفہؒ کو خراجِ تحسین۔
(۱۷) بیتی زندگی کی کچھ یادیں۔
(۱۸) عقیدہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت۔
(۱۹) مشکلات کا روحانی حل۔
(۲۰) نماز اور دعائیں۔
(۲۱) تذکرہ انبیاء علیہم السلام۔
(۲۲) سنت نبوی کے عاملین۔

عید کی سچی خوشی

بنت رفیق الدین، کراچی

عید کا دن تھا، دس بج چکے تھے، واسق صاحب عید پڑھ کر اَب تک لَوٹے نہیں تھے۔ ان کے بچے: حمزہ، علی، آمنہ اور عائشہ پریشان تھے، وہ بار بار دروازے کی طرف دیکھ رہے تھے۔ آخر آمنہ سے رہا نہ گیا، بولی:

''بھائی جان! آپ بھی تو ابو کے ساتھ گئے تھے ...آپ آ گئے، ابو نہیں آئے؟

''ابو نے مجھے کہا تھا تم چلو، مجھے ایک ضروری کام ہے۔'' حمزہ بولا:

''لیکن بھائی جان! آپ کے ساتھ چچا جان بھی تو نہیں آئے۔''

''انہیں ایک دوست مل گئے، وہ ان کے ساتھ چلے گئے۔ حمزہ نے وضاحت کی۔

''مجھے تو چچا جان کے دوست نے بھی عیدی دی تھی، ابھی ابو جان آ جائیں تو ابو سے عیدی لوں گا... اور ابو کے ساتھ جا کر دادا جان، دادی جان اور نانا ابو سے عیدی...'' علی حمزہ کی بات پوری ہوتے ہی بول پڑا:

''تمہیں عیدی کی پڑی ہے، اور ہماری جان پر بنی ہے۔'' علی کی بات نامکمل رہ گئی، آمنہ درمیان میں بول اُٹھی۔ ابھی وہ یہ باتیں کر رہے تھے کہ واسق صاحب گئے۔ علی تو فوراً ان کی گود میں جا چڑھا، لگا چلانے:

''ابو آ گئے، ابو آ گئے... ابو آپ کہاں رہ گئے تھے، آپ نے اتنی دیر کیوں لگائی ابو۔'' سب ان کے گرد جمع ہو گئے۔ گویا جاننے کے لیے بے چین تھے کہ وہ کہاں رہ گئے تھے... اب انہوں نے بتایا:

''بھئی! بات دراصل یہ ہے کہ پچھلے جمعے کو امام صاحب نے فرمایا تھا کہ سچی خوشی تو دوسروں کو خوشی دے کر حاصل ہوتی ہے... تو میں نے گھوم پھر کر محلے کا جائزہ لیا، یہ غور و فکر کرتا رہا کہ چند دن بعد عید ہے، کیوں نہ عید کے دن کچھ لوگوں میں خوشیاں تقسیم کروں ...یہ بات دل کو لگی... محلے کا جائزہ لینے پر ایک طرف کچا مکان آ گیا وہ ایک بیوہ کا مکان ہے، وہ اس میں اپنے تین بچوں کے ساتھ رہتی ہے، اس کی دو بڑی بیٹیاں ہیں، بیٹا ابھی چھوٹا ہے، بارہ سال کا ہوگا۔ وہ قرآن حفظ کرتا ہے، اس لیے وہ صبح مدرسے جاتا ہے اور شام کو پرچون کی دکان پر کام کرتا ہے اور بیٹیاں سلائی کا کام کر لیتی ہیں اس طرح ان کا گزارہ مشکل سے ہو پاتا ہے۔ بس میں نے سچی خوشی حاصل کرنے کے لیے انہیں عید کی خوشیاں دے دیں۔'' یہاں تک کہہ کر وہ خاموش ہو گئے، کچھ دیر تک کمرے میں خاموشی رہی... پھر حمزہ نے کہا:

''ابو! میں بھی اس خوشی میں شرکت کرنا چاہتا ہوں۔''

''اور میں بھی۔'' آمنہ اور عائشہ ایک ساتھ بولیں۔

''تو میں کیوں پیچھے رہوں۔'' ان کی امی بول اُٹھیں۔

''تو پھر جاؤ، اپنی پسندیدہ چیزیں لے آؤ۔ کیوں کہ جو خود کو پسند ہو وہی دوسروں کو دینا چاہیے۔'' بس پھر کیا تھا، حمزہ اپنا نیا ریکٹ، عائشہ اپنا کلر بکس، اپنا جیولری سیٹ لے آئے، ان کی والدہ نے اپنا ایک سوٹ ان چیزوں میں شامل کر دیا... ان سب کی دیکھا دیکھی، علی نے اپنے دو کھلونے شامل کر دیئے، تب آمنہ نے کہا:

''ابو! آپ جلدی سے یہ چیزیں انہیں دے آئیں۔''

واسق صاحب یہ چیزیں لے کر چلے گئے، جب وہ واپس لوٹے تو ان کے چہرے پر واقعی ایسی خوشی تھی جو پہلے دیکھنے میں نہیں آئی تھی۔ یہ دیکھ ان سب کے چہروں پر بھی خوشی پھیل گئی۔

بزم طلباء ...

کتابوں کا ادب

بنت فاروق عالمیہ اول جامعہ رشیدیہ للبنات

طالب علم کو چاہیے کہ کتاب کوئی بھی ہو اسے باوضو حالت میں ہاتھ لگائے۔

بزرگ فرماتے ہیں کہ ہمیں جو کچھ علم حاصل ہوا اس میں ادب و احترام کا بڑا دخل ہے۔ بعض بزرگ وضو کر کے مطالعہ کرنے کے اتنے عادی تھے کہ انہیں ریاحی مرض لاحق ہوا، جس کی وجہ سے نیا وضو کرنا پڑتا تو وہ ہر بار نیا وضو کرتے۔ دوران مطالعہ ایک ہی مجلس میں کئی بار وضو کرنے کی نوبت آتی۔

کتاب کی طرف پاؤں نہ پھیلائیں۔

کتابیں رکھنے کی ترتیب یہ ہو۔ اوپر تفسیر کی کتاب ،اس کے نیچے حدیث، اس کی نیچے فقہ، پھر دیگر فنون کی کتابیں سب سے نیچے ہوں۔

کتاب اُٹھانی تو ادب سے اُٹھائیں اور کسی کو کتاب دینے لگیں تو ادب سے پکڑائیں۔

حضرت مولانا محمد انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ کتابوں کا بہت زیادہ ادب کیا کرتے تھے دَوران مطالعہ حاشیہ الٹا لکھا ہوتا تو کتاب کو الٹانے کی بجائے حضرت خود کو گھما دیتے۔ مطلب کتاب کو الٹا کر اپنے تابع کرنے کی بجائے خود کو پھیر کتاب کے تابع ہو جاتے۔

اسی طرح حضرت شاہ صاحب چارپائی پر بیٹھے ہوئے کتاب کو کبھی بھی پائنتی کی طرف نہ رکھتے تھے۔

کتاب پر استعمال کی چیزیں نہیں رکھنی چاہیے مثلاً ٹوپی، کاپی، پنسل اور عینک وغیرہ۔

کتاب پر فضول کلام اور غیر مناسب اشعار لکھنے سے پرہیز کریں۔ البتہ سبق سے متعلقہ کوئی چیز لکھ دی جائے تو کوئی حرج نہیں۔

بعض مدارس والے سال کے شروع میں کتابیں طلباء کو دیتے ہیں اور جنہیں سال کے آخر میں واپس کرنا ہوتا ہے۔ ان کتابوں پر سبق سے متعلقہ باتیں بھی نہ لکھیں۔ کیونکہ یہ امانت ہیں جو صرف پڑھنے کے لیے دی گئیں، کوئی اور تصرف نہیں کر سکتے۔

ایک عالم نے کسی طالب علم کو دیکھا کہ وہ تکیہ کا سہارا لئے کتاب کا مطالعہ کر رہا ہے اور دوسرا طالب علم مستعد بیٹھا کتاب کا مطالعہ بھی کر رہا اور ساتھ ساتھ کاپی کچھ لکھ بھی رہا۔ اس عالم نے پہلے طالب کے بارے میں فرمایا:

''یہ فضیلت کے درجے کو نہیں پہنچے گا۔''

اور دوسرے کے متعلق پیش گوئی دی:

''یہ عن قریب فضل حاصل کرے گا اور اس کے علم کی بڑی شان ہوگی۔

چنانچہ ایسے ہی ہوا جیسے اس عالم نے فرمایا تھا۔

امام حلوانی فرماتے ہیں:

''ہم نے اس علم کو ادب سے حاصل کیا یہاں کہ سادہ کاغذ کو بھی بغیر وضو کے ہاتھ میں نہیں لیا کرتے تھے۔''

ادب کی ضوء سے روشن زندگی ہے
ادب گل ہے تو گلشن زندگی ہے
ادب سے زندگی جدا کیوں کر ہو
ادب چولی ہے دامن زندگی ہے
ہے ایسا ساتھ ان دونوں کا گویا
ادب دل ہے تو دھڑکن زندگی ہے

لَیْسَ الْفَخْرُ بِالْمَالِ وَالنَّسَبِ
اِنَّمَا الْفَخْرُ بِالْعِلْمِ وَالْاَدَبِ

یعنی مال ونسب سے فضیلت نہیں، فضیلت تو علم و ادب سے ہوتی ہے۔

طنز... و... مزاح

مزاح پسند قارئین کے مراسلے

مزاحیہ اشعار

اگر دوستی میں بھی صفائیاں ہی دینی ہیں
تو پھر دوست کو چھوڑ کر سرف ایکسل خرید لیں۔
کچھ دوست خزانے کی طرح ہوتے ہیں
دل کرتا ہے زمین میں گاڑھ دیں۔
پانی پی کر بھی نہیں جاتی ہچکیاں
شاید تیری یادیں ہی واٹر پروف ہیں۔
آج اپنے ہی در پہ دستک دی
پھر کہہ دیا ، نہیں ہوں میں

(بنت محمد عمر، جامعہ رشیدیہ للبنات)

سامنات کس نے توڑا؟

دُور دراز کے ایک سرکاری سکول میں تاریخ کا پیریڈ ہو رہا تھا اچانک محکمۂ تعلیم کا ایک آفیسر داخل ہوا اور ایک شرارتی نظر آنے والی لڑکی کو کھڑا کر کے سوال کیا:

''بتاؤ سامنات کس نے توڑا؟ (سومنات بت تھا جسے ماضی بعید میں کسی مسلم فاتح بادشاہ نے توڑا۔)

لڑکی اس نئے آفیسر کے اچانک سوال سے بوکھلا گئی اور بولی:

''سر! قسم لے لیں، میں نے نہیں توڑا۔''

آفیسر کو اس لڑکی کی کم علمی پر بہت غصہ آیا، اس نے کلاس میں موجود ٹیچر سے کہا:

''دیکھئے سر! میں نے اس سے پوچھا سومنات کس نے توڑا؟ تو یہ کہہ رہی ہے میں نے نہیں توڑا۔''

ٹیچر نے جواب دیا:

''سر! یہ جھوٹ بول رہی ہے، اسی نے توڑا ہوگا ، کیونکہ ہر الٹا کام یہی کرتی ہے۔!''

ٹیچر کی تعلیمی قابلیت دیکھ کر محکمہ تعلیم کے آفیسر کا پارہ چڑھ گیا اور اس نے پرنسپل کو بلوالیا اور اس سے کہا:

''میں نے اس لڑکی سے پوچھا سومنات کس نے توڑا؟ یہ کہتی ہے میں نے نہیں توڑا، اور جب آپ کے اسکول کے تاریخ کے ٹیچر سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ اسی نے توڑا ہوگا کیا آپ کے اسکول میں یہی قابلیت ہے؟''

پرنسپل صاحب نے رازدارانہ لہجے میں جواب دیا:

''سر جی سے غلطی ہوگئی ہوگی۔ آپ مجھے بتائیں کتنا نقصان ہوا، میں خرچہ دے دیتا ہوں بات یہیں دبا دیتے ہیں۔'' (محمد حسین، محمد عمر... جامعہ فتحیہ)

☆...ملازمت کے لیے انٹرویو والے ایک امیدوار نے تمام سوالات کے جوابات درست دیئے۔ آخر میں انٹرویو لینے والے نے بے معنی لفظ پوچھا:

''اچھا یہ بتائیں گالچوگا بوچی گم گم کا کیا مطلب ہے؟

اُمیدوار نے اُداس لہجے میں کہا:

''اس کا مطلب ہے کہ آپ مجھے ملازمت نہیں دینا چاہتے۔'' (محمد سلمان، مسافر خانہ)

☆...ایک شخص اپنے دوست کے گھر جا رہا تھا، راستے میں بُری طرح گرا اور اس کی شلوار گھٹنے سے پھٹ گئی۔ لیکن اسے پتا نہ چلا۔ میزبان نے جب یہ دیکھا تو بولا:

''آیئے آیئے جناب کیا لیں گے ٹھنڈا گرم یا سوئی دھاگہ؟'' (شیر علی چنگیزی، لاہور)

☆...ایک پاگل نے پاگل خانے کے نئے ڈاکٹر سے کہا: آپ مجھے پہلے ڈاکٹر سے اچھے لگتے ہیں یوں محسوس ہوتا ہے جیسے آپ ہم میں سے ہوں۔

(حاجی محمد ناصر صاحب، بنوں)

منظوم کلام

شعروں کی ڈائری

حمد رب ذوالجلال

مرے پاس لہجے کی حرت ، نہ پاکی
مرے پاس لکنت ہے ، لکنت بلا کی
شہِ انبیاء نے تری حمد کی ہے
ترے اولیاء نے تیری حمد کی ہے
(جناب نادر صدیقی صاحب)

الفتِ مدینہ

نظر میں ہے اب تک فضائے مدینہ
یہ دل ہو گیا مبتلائے مدینہ
دکھا دے مجھے پھر وہ منظر خدایا
ہو پھر ہر نفس میں ہوائے مدینہ
مدینہ سے گو لوٹ آیا ہوں ناصح
مگر ہو چکا ہوں فدائے مدینہ
مدینہ سے آ کر رہوں اس کا شائق
مدینہ کو چھوڑوں برائے مدینہ
بھروں دولتوں سے مدینہ میں دامن
زمانے میں بانٹوں عطائے مدینہ
امیرِ مدینہ کا پیغام لے کر
لگاؤں جہاں میں صدائے مدینہ
دم آخریں ہو میں میرا
وہیں دفن ہو یہ گدائے مدینہ
(محمد اسماعیل ریحان)

قلب میں سوز نہیں ، روح میں احساس نہیں
کچھ بھی پیغام محمدؐ کا تمہیں پاس نہیں
(بنت حافظ محمد ارشد، جامعہ زینب للبنات)

ہم نے مالی کی مشقت کا بھرم رکھنا تھا
سو جہاں کوئی نہ مہکا تو وہاں ہم مہکے
(حافظ محمد حنظلہ، حافظ محمد حماد...محلّہ عباسیہ)

سبق اس زندگی میں بس اتنا ہی ملا ہے
دھوکہ بس وہ نہیں دیتا جسے موقع نہیں ملتا
(بنت ارشاد الٰہی، سکھر)

عشق جس طرف نگاہ کر گیا
جھونپڑی ہو یا محل تباہ کر گیا
(عبدالہادی وعبدالقدیر...لیاری کراچی)

پھول سے کٹ سکتا ہے ہیرے کا جگر
مردِ ناداں پر کلامِ نرم و نازک بے اثر
(محمد عارف جی، ٹوبہ ٹیک سنگھ)

پرے ہے چرخ نیلی فام سے منزل مسلماں کی
ستارے جس کی گرد راہ ہیں وہ کارواں تو ہے
(محمد معاذ ہاشمی، چکوال)

مقام فقر ہے کتنا بلند شاہی سے
روش کسی کی گدایانہ ہو تو کیا کہیے
(بنت حافظ مقبول، جامعہ فتحیہ للبنات)

شعر کی تکمیل

سونو جی، احمد پور شرقیہ

اکثر اوقات نظر لگنے سے بڑے نقصانات ہو جاتے ہیں یہاں تک کہ جان بھی چلی جاتی ہے۔ جون پور (ہندوستان) میں ایک مشاہرہ ہوا اس کا مصرع یہ تھا:

کوئی نہیں جو یار کی لا دے خبر مجھے

اس پر ایک نوجوان شاعر نے ایسا مصرعہ لگایا کہ اس کو نظر لگ گئی اور وہ تین دن میں مر گیا۔ وہ مصرعہ یہ تھا:

اے سیل اشک تو ہی بہا دے ادھر مجھے"

(تذکرہ علامہ محمد عبداللہ صفحہ:۲۸۶)

شعر یوں مکمل ہوا...

کوئی نہیں جو یار کی لا دے خبر مجھے
اے سیل اشک تو ہی بہا دے ادھر مجھے

مختصر مگر پُراثر

قارئین کے مختصر مختصر پیغامات اور مراسلے

مجلّہ ''الفتحیہ'' کی پکار

عمران فیاض کھرل، احمد پور شرقیہ

معزز قارئین آپ مجھے پڑھنے کے بعد اپنے دوست احباب کو اس تاکید کے ساتھ مطالعہ کے لیے دیں کہ وہ بھی پڑھنے کے بعد اسی طرح دوسروں کو دے دیں، اسی طرح میں ہر ماہ آپ کے لیے صدقہ جاریہ بنتا رہوں گا۔

بڑے لوگوں کی باتیں

بنت ساجد، خاصہ دوم جامعہ رشیدیہ للبنات

جو شخص دوسروں کو نیکی کی باتیں بتاتا ہے مگر خود ان پر عمل نہیں کرتا، اس کی مثال اس نابینے شخص کی مانند ہے جس کے ہاتھ میں چراغ ہو کہ وہ دوسروں کو تو روشنی مہیا کر رہا ہوتا ہے مگر خود کچھ نہیں دیکھ پاتا۔

زندگی کی سب سے بڑی فتح نفس پر قابو پانا ہے۔ اگر نفس نے دل پہ فتح پائی تو سمجھ لو کہ دل مردہ ہے۔

دعا کی اہمیت

بنت منیر احمد، عالمیہ اول جامعہ رشیدیہ للبنات

کسی نے بزرگ سے سوال کیا کہ جب ہماری قسمت میں پہلے ہی سے سب کچھ لکھا ہوا طے ہے پھر دعا مانگنے کا فائدہ؟

بزرگ نے جواب دیا: ہوسکتا ہے کہ قسمت میں یہی لکھا ہو کہ دعا مانگنے پر ملے گا۔ اس لیے دعا مانگتے رہیں کیا پتہ کون سا وقت قبولیت کا ہے۔

نماز چھوڑنے کا نقصان

بنت محمد اسماعیل، عالمیہ اول جامعہ رشیدیہ للبنات

فجر گئی... نور گیا۔ ظہر گئی... دولت گئی۔ عصر گئی... صحت گئی۔ مغرب گئی ... کامیابی گئی۔ عشاء گئی ... پرسکون نیند گئی۔ نماز قائم کر کے زندگی کو خوب صورت بنائیے۔

عورت کا مقام

بنت ارشاد احمد، عالمیہ اول جامعہ رشیدیہ للبنات

کبھی کبھی تو لگتا ہے کہ عورت ہونا ہی ایک سزا ہے کہ نہ پڑھے تو ان پڑھ جاہل ہونے کا طعنہ، پڑھ لکھ لے تو پڑھائی کا گھمنڈ ہے کا جملہ کستے ہیں۔

شادی نہ کرے تو بدچلن نک چڑی، شادی کرے تو اب آیا اونٹ پہاڑ کے نیچے۔

سب سے مل کر رہے تو چالاک ہوگئی، مل کر نہ رہے تو مغرور کہلائے۔

پڑھ لکھ کر اگر گھر سنبھالے تو کہا جاتا ہے بچے ہی سنبھالنے تھے تو پڑھنے کا کیا فائدہ ہوا۔

کوئی نوکری کرے تو کہتے ہیں: دیکھو! پر نکل گئے۔

ملنے جلنے لگے تو فوراً سننے کو ملتا ہے کہ چلتا پرزا ہے۔ اور اگر میل جیل نہ رکھے تو گھٹیا سوچ والی ہونے کا طعن سننے کو ملتا ہے۔

بڑی لمبی لسٹ ہے کہاں تک شمار کریں۔ دکھ ہے کہ لوگوں نے عورت کو پرکھنے کے لیے کیسے کیسے پیمانے بنا رکھے ہیں۔ عورت کی طاقت تو اتنی ہے کہ اسے مکان دو تو گھر آباد کر دیتی ہے، اسے اناج دو تو کھانا تیار کر دیتی ہے اور اگر اسے پیار دو تو جان لوٹا دیتی ہے۔

حیا...اور... پردہ

بنت خدا بخش، خاصہ دوم جامعہ رشیدیہ للبنات

سر پر دوپٹہ رکھنے سے عورت اللہ کی رحمت کے سائے میں رہتی ہے۔ حیا بڑی دولت ہے۔ اور جو

عورت اس دولت کو سنبھال سنبھال کر چلتی ہے، کبھی کنگال نہیں ہوتی: نہ حسن کے معاملہ میں اور نہ ہی کشش کے معاملے میں۔

جب عورت پردہ کرتی ہے تو وہ درحقیقت ۷۰ ملین ڈالن کی فیشن کی انڈسٹری پر لعنت بھیجتی ہے۔

دوپٹہ لڑکی کی شخصیت کو چار چاند لگا دیتا ہے۔ زلفیں چاہے کتنی ہی حسین کیوں نہ ہوں لیکن جو تعظیم سر پر دوپٹہ کرواسکتا ہے وہ حسین زلفیں نہیں کرواسکتیں۔

اسلام پردہ کا حکم دے کر عورت کو قید کرنا نہیں چاہتا بلکہ مقصد ہوس پرستوں کی نگاہوں سے محفوظ رکھنا ہے۔

والدین اک انمول دولت

بنت خدا بخش، دورہ حدیث جامعہ رشیدیہ للبنات

دنیا میں جو بھی کسی کے ساتھ احسان کرتا ہے اس کے پیچھے اس کی اپنی غرض چھپی ہوتی ہے مگر والدین ایسی شخصیات ہیں وہ جو کچھ اولاد کی خیر خواہی کے لیے کرتے ہیں اس میں ان کی کوئی غرض نہیں ہوتی۔

بُروں کو دوست نہ بناؤ

انضمام الحق، لالہ زار کالونی

بُرے لوگوں کی دوستی سے بچو کیونکہ وہ آپ کا تعارُف بن جائیں گے۔

منظوم مدح

بنتِ احمد

تیری رحمتوں پہ ہے منحصر، میرے ہر عمل کی قبولیت
نہ مجھے سلیقہ التجاء ، نہ مجھے شعورِ نماز ہے

خودغرض لوگوں سے پرہیز

ماسٹر احتشام، لالہ زار کالونی

کسی کی دعوت قبول کرنی ہو یا تحفہ غور وفکر کے بعد قبول کیا کریں کیونکہ کچھ لوگ خودغرضی کے مقاصد کے لیے بھی دعوت دیتے ہیں اور تحفے پیش کرتے ہیں۔

نصیحت آموز

بنتِ ماسٹر ارشاد، لالہ زار کالونی

جب عقل کامل ہوتی ہے تو بولنا کم ہو جاتا ہے۔

عالم پانی کے بغیر سیراب ہے اور جاہل پانی کی موجوں میں رہ کر بھی پیاسا ہی رہتا ہے۔

گناہ کسی نہ کسی طرح ضرور دل کو بے قرار رکھتا ہے۔

بغیر حساب کے جنت میں

شاکر رزاق، جامعہ خیر المدارس ملتان

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کیا کوئی شخص بھی ہے جو بغیر حساب کے جنت میں جائے؟

آپ نے فرمایا: جو اپنے گناہوں کو یاد کر کے روتا رہے یعنی معافی مانگتا رہے وہ بغیر حساب کے جنت میں جائے گا۔

انمول باتیں

منیر اسلم، امام مسجد چبوترہ

دِلوں میں اترنے کے لیے سیڑھیوں کی نہیں اچھے اخلاق کی ضرورت ہوتی ہے۔

کوشش کرو کہ تم دنیا میں تو رہو مگر دنیا تم میں نہ رہے۔

کیونکہ کشتی جب پانی میں رہتی ہے تو خوب تیرتی ہے مگر جب پانی کشتی میں آجائے تو وہ ڈوب جاتی ہے۔

سنت نبوی

مولانا محمد کاشف، مدینہ مسجد

جناب سعد اللہ صاحب لکھتے ہیں:

”ایک مشہور حدیث نبوی ہے: تمہارے اوپر میرے طریقہ اور ہدایت یافتہ خلفاء الراشدین کے طریقے پر چلنا لازم ہے۔ اس حوالے سے مولانا کا ایک عمل ملاحظہ ہو: ”الیوم لطخنا الراس واللحیة بالحناء اولا فهذا هو سنة صديقي و فاروقي هو اول علامة الشيوخة“ آج ہم نے

پہلی مرتبہ سر اور داڑھی پر مہندی لگائی۔ یہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی سنت اور بڑھاپے کی پہلی علامت ہے۔"

(حیاتِ نافع صفحہ ۳۸۸)

ہر روز نیا سبق

فرخ صہیب رامے، ۲۴ چک

زندگی ایک ایسی درس گاہ ہے جہاں ہر روز ایک نیا سبق سیکھنے کو ملتا ہے۔

بھروسہ اور سمجھ

ذیشان بھائی، چک باغ والا

کسی بھی رشتے کو نبھانے کے لیے قسموں اور وعدوں کی ضرورت نہیں ہوتی۔ بس اسے نبھانے کے لیے دو خوب صورت لوگ چاہییں: ایک وہ جو بھروسہ کر سکے اور دوسرا وہ جو معاملہ کو سمجھ سکے۔

تھیلا بھی یہیں رکھ دو

محمد طلحہ بڈانی

ڈاکٹر راحت اندوری صاحب سے معذرت کے ساتھ۔

میرے حجرے میں نہیں اور کہیں پر رکھ دو
گوشت لائے ہو؟ لے آؤ، فریج میں رکھ دو
اب کہاں جاؤ گے؟ تم گوشت یہ باقی لے کر
یار ایسا کرو تھیلا بھی یہیں پر رکھ دو

وقت پاس کرنے کی چیز نہیں

مولانا محمد اعظم، بیری والی مسجد احمد پور شرقیہ

وقت پاس کرنے کی چیز نہیں، جو لوگ وقت کو پاس کرتے ہیں وقت ان کو بڑی بے دردی سے روند کر چلا جاتا ہے۔

درد...درد

حافظ محمد عمران، الحافظ شہد سنٹر احمد پور شرقیہ

"درد" کو اُلٹا لکھو یا سیدھا "درد"... "درد" ہی ہوتا ہے۔ درد کا پہلا "د" نکال دیں تو "رد" بنتا ہے۔ دوسرا "د" نکال دیں تو "در" بنتا ہے اور بس جان لیں کسی کے "در" سے جب انسان "رد" کر دیا جاتا ہے تو "درد" ملتا ہے اور یہی "درد" انسان کو اس "در" یعنی بارگاہ الٰہی سے جوڑتا ہے جہاں سے کوئی بھی "رد" نہیں ہوتا۔

بچوں اور بچیوں کے اچھے اچھے نام

محمد مکنون، احمد پور شرقیہ

بچوں کے نام: اَبْزیٰ، اَسْقَعْ، اَسْلَعْ، جَرِیْر، جَعْدَہ، خَلَّاد، حارِثَہ، حَاتِمْ خِدَاش، شُبرُمَہ۔

بچیوں کے نام: حَسَّانَہ، سُعَاد، لُبَانَہ، مَرْضِیَّہ، ھَالَہ، بُھَیْسَہ، عَفْرَاء، رَائِعَہ، فَرْوَہ، نُوَیْلَہ۔

گناہ کا نقصان

عبداللہ اعوان، منظور کالونی

جس طرح جسم کو بیماری میں کھانے سے لذت حاصل نہیں ہوتی، اسی طرح گناہوں کی موجودگی میں دل کو عبادت کا سکون نصیب نہیں ہوتا۔

صبر اور برتاؤ

ام رافع، عبداللہ پل فیصل آباد

دو چیزیں آپ کی شخصیت کی عکاسی کرتی ہیں ایک آپ کا صبر جب آپ کے پاس کچھ نہ ہو اور دوسرا آپ کا برتاؤ جب آپ کے پاس سب کچھ ہو۔

درس حیاء

ام حسان، جامعہ زینب للبنات احمد پور شرقیہ

اپنے گھر کی عورتوں کو سکھاؤ کہ بے حیائی کی ٹھنڈک سے پردہ کی گرمائش بہتر ہے اور بیٹوں کو سکھاؤ نظریں جھکا کر رکھیں۔

علم کا تحفہ

بنت حبیب الرحمٰن، جامعہ فتحیہ للبنات

اگر اولاد کو تحفہ نہ دیا جائے تو وہ کچھ دیر روئے گی مگر علم نہ دیا تو ساری زندگی روئے گی اور اگر دین نہیں

سکھایا تو قیامت کے دن بھی روئے گی۔

دو جملوں کا غلط مفہوم

حافظ محمد عون، احمد پور شرقیہ

درج ذیل دو جملوں کا غلط مفہوم سمجھا گیا:

۱۔ اسلام امن کا درس دیتا ہے

لوگوں نے اس کا یہ مطلب سمجھا کہ کافر چڑھائی کر دے تو انہیں کچھ نہ کہا جائے۔ حالانکہ اسلام امن کے ماحول میں امن کا درس دیتا ہے جب کہ دشمن بھی امن چاہے۔ اگر دشمن امن نہ چاہے تو اسلام دفاعِ غیرت اور جہاد کا درس بھی دیتا ہے

۲۔ پردہ دل کا ہوتا ہے۔

لوگوں نے اس کا یہ مطلب سمجھ لیا کہ جسم کا پردہ ضروری نہیں حالانکہ دل کی طرح جسم کا بھی پردہ ضروری ہے۔

پہلے جملے کا مطلب نہ سمجھنے کی وجہ سے مسلمان کافروں سے پٹ رہے اور دوسرے جملہ کا مطلب نہ سمجھنے کی وجہ سے عورتیں بے پردہ ہو گئیں۔

جینی کے نام

بنت جاوید، جامعہ رشیدیہ للبنات

میں ہاتھ اُٹھاؤں اور تیرا نام نہ لوں یہ ممکن ہے بھلا،
تو شامل ہے میری دعاؤں میں آمین کی طرح۔

وہ میرے بھی مرید

حافظ مظہر، بیری والی مسجد احمد پور شرقیہ

سنبھل کر کیا کرو اوروں سے میری برائی۔
تمہارے جو عزیز ہیں وہ میرے بھی مرید ہیں۔

عشرہ ذی الحجہ میں بال اور ناخن نہ کاٹنے کی وجہ

محمد احتشام، لاہور

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''عشرہ ذی الحجہ میں بال اور ناخن نہ کاٹنے کی حکمت یہ ہے کہ قربانی کرنے والا کامل الاعضاء رہے اور کامل الاعضاء ہی آزاد کیا جائے۔ (شرح مسلم)

بے وفا دنیا کے رویے

حافظ محمد اظہر، محلّہ عباسیہ

یوں بھی ہوتا ہے کہ جنہیں ہم پل پل، لمحہ لمحہ پاگلوں کی طرح یاد کرتے ہیں، انہیں چوبیس گھنٹوں میں ایک لمحے کو بھی ہمارا خیال نہیں آتا۔

اپنے کئے پہ ندامت

اللہ کی بندی، جامعہ فتحیہ للبنات

کبھی کبھی انسان اپنی ذات سے اس حد تک بیزار ہو جاتا ہے کہ دل چاہتا ہے کہ کسی کونے میں بیٹھ کر خود کے سامنے ہی ہاتھ جوڑ لئے جائیں۔

زندگی کی خوب صورتی

بنت محمد فاروق، جامعہ فتحیہ للبنات

زندگی کی خوب صورتی بس اسی میں ہے کہ آپ کی وجہ سے آپ کے اردگرد لوگوں کے چہرے پر مسکراہٹ پھیلی رہی۔

تھپڑ سے نیٹ ورک تیز

بنت جاوید، جامعہ رشیدیہ للبنات

ہمارے بچپن میں 3G اور 4G نہیں ہوتے تھے۔ صرف استاد G اور ابا G ہوتے تھے۔ ایک ہر تھپڑ میں تیز ترین نیٹ ورک آجاتا تھا۔

گہری بات

م بنت اسلم، جامعہ رشیدیہ للبنات

اپنے اندر ہی اندر حالات سے لڑے ہوئے خود کو پرسکون ظاہر کروانا اور مسلسل ذہنی تھکن کا شکار رہ کر بھی خوش اخلاق رہنا بہت مشکل ہے۔

مزاحیہ بات

ک بنت اسلم، جامعہ رشیدیہ للبنات

سچا دوست وہ ہے جو دوست کی آنکھوں میں پہلا آنسو دیکھ لے، دوسرا آنسو پونچھ لے، تیسرا آنسو روک لے اور چوتھے آنسو کے بعد تھپڑ مار کر کہے اب رو؟

قارئین کے تاثرات

☆...واجب الاحترام مدیر اعلیٰ مجلّہ الفتحیہ۔ اُمید ہے کہ آں جناب خیریت سے ہوں گے۔ الفتحیہ اپنی مثال آپ ہے پڑھ کر بہت خوشی ہوتی ہے۔ تمام مضامین ایک دوسرے سے بڑھ کر ہوتے ہیں۔ دعا گو ہوں کہ اللہ اس رسالہ کو دل دگنی رات چگنی ترقی عطاء فرمائے اور پوری امت کے لیے نفع مند بنائے۔

(مولانا عبدالجبار حنفی، کنڈی پرہار)

ادارہ: آمین۔

☆...مفتی صاحب! میں نے الفتحیہ کے پرانے رسالے دوسینکڑے منگوائے تھے ان کا ہدیہ بھیج دیا تھا اُمید ہے کہ آپ کو مل گیا ہوگا، دعا کی درخواست ہے۔

(تاج محمد، چک لوہاراں احمد پور شرقیہ)

ادارہ: جی الحمدللہ مل گیا۔ اللہ آپ کو سعادتِ دارین نصیب کرے، آمین۔

☆...مجھے الفتحیہ کی جامعیت پسند ہے۔ اس میں ہر نوعیت کے مضامین ہوا کرتے ہیں۔ مختلف الانواع تحریریں جتنی اس رسالہ میں ہوتی ہیں بندہ نے کسی نے اور رسالہ میں نہیں دیکھیں۔ (محمد ناصر، یزمان)

ادارہ: ماشاءاللہ، الحمدللہ۔

☆...الفتحیہ میں ماشاءاللہ خواتین کی تحریریں بھی ہوتی ہیں جنہیں میں باقدگی سے پڑھتی ہوں۔ شمارہ: ۹۲ میں اہلیہ طارق سعید خانیوال اور اخت عمر فاروق لودھراں کی تحریریں پسند آئیں۔ (زوجہ عاصم لاڑ، لیہ)

ادارہ: جزاک اللہ۔

☆...الفتحیہ: ۹۲ کی خصوصیت یہ رہی ہے کہ اس میں ماہِ حاضر کے حوالے سے بھی متعدد مضامین تھے۔ اللہ آپ کی کاوشوں کو قبول کرے۔ (بنت اکرم، لاہور)

ادارہ: آمین۔

تبصرۂ کتب

نام کتاب: غزوۂ ہند کی حدیثوں کا تحقیقی جائزہ
تصنیف: مولانا نیاز احمد اوکاڑی دام ظلہ
صفحات: ۴۶... **قیمت:** درج نہیں
ناشر: الاعتدال اکیڈمی لاہور 0331-9144212

کتب حدیث میں کچھ ایسی حدیثیں پائی جاتی ہیں جن میں غزوۂ ہند میں لڑنے والے مجاہدین کی فضیلت بیان ہوئی۔ ان حدیثوں میں متعدد حدیثیں سنداً صحیح یا حسن ہیں۔ لیکن بعض آزاد خیال لوگوں نے تحقیق کے نام پر ان مقبول السند حدیثوں پر جرح شروع کر دی۔

حضرت مولانا نیاز احمد اکاڑوی دام ظلہ نے اپنے اس مختصر رسالہ میں ان حدیثوں کی سندوں پر اصول حدیث کی رو بحث کی اور نتیجہ یہ نکالا کہ یہ حدیثیں قابل اعتماد سندوں سے مروی ہیں اگرچہ اس موضوع سے متعلقہ بعض حدیثوں کی سند میں کمزوری بھی ہے لیکن جن حدیثوں کی سندیں بے غبار صحیح یا حسن ہیں انہیں تسلیم کئے بغیر چارہ کار نہیں۔ پھر جن حدیثوں کی سند میں کمزوری تھی ان کا ضعف بھی واضح کیا۔

مصنف نے حدیثوں کی سند پر جرح و تعدیل کی روشنی میں بحث کرنے کے ساتھ ساتھ حدیث کے مفہوم و مطلب کو بھی واضح کیا کہ ان حدیثوں میں جو فضیلت بیان ہوئی وہ ان سب مجاہدین کو شامل ہیں جنہوں نے مختلف زمانوں میں سے کسی بھی دَور میں ہندوستان میں واقع کسی بھی جہاد میں حصہ لیا۔ اور اللہ کے فضل سے ہند میں جہاد کرنے والے حنفی تھے اور یہاں کے فاتح بھی وہی رہے۔ یہ رتبہ جسے ملا مل گیا والحمدللہ۔

کتاب کا سرورق خوب صورت اور کاغذ عمدہ اور لکھائی جاذب نظر ہے ماشاءاللہ۔ (بھٹی کے قلم سے)

نیو حماد سلک سینٹر

انڈین ساڑھی، فراک، لہنگا، میکسی۔ نیز تمام لیڈیز فینسی ورائٹی دستیاب ہے

شہزادی مارکیٹ احمد پور شرقیہ ... پروپرائٹر: عماد رحیم 0315-2416755...0333-6357015

صدیق گولڈ سمتھ

دلکش اور فینسی زیورات کا مرکز...کوچہ جامع مسجد صرافہ بازار احمد پور شرقیہ

سونے و چاندی کے خوب صورت اور دیدہ زیب زیورات آپ کی پسند کے عین مطابق دستیاب ہیں۔

پروپرائیٹرز: محمد صدیق: / 03017746399 عبداللطیف: 0302-7714482

مکہ گلاس اینڈ ایلومینیم

ہمہ قسم شیشہ کی ورائٹی، ملائیشین ڈور بلینڈ پردے کا کام کیا جاتا ہے نیز ایلومینیم کے دروازے اور ونڈو کا کام بھی تسلی بخش کیا جاتا ہے

نزد اُور ہیڈ برتج عباسیہ چوک احمد پور شرقیہ

پروپرائٹرز: حافظ عبدالخالق 0301-8536319 محمد امجد 0301-7820969

اُسامہ گفٹ سنٹر

تحصیل بازار نزد مچھلی والا پھٹہ احمد پور شرقیہ...ہمارے ہاں روم ڈیکوریشن اور گفٹ کی تمام ورائٹی دستیاب ہے

پروپرائٹرز: فرقان گردیزی، رضوان گردیزی اور اسامہ گردیزی رابطہ: 0311-3472980

بھٹہ پراپرٹی ایڈوائز

بالمقابل پرانا کالٹکس پیٹرول پمپ سکھیل روڈ احمد پور شرقیہ

پیراگون امین سٹی ہاؤسنگ سکیم رائل ریزیڈینشیا پلاٹوں کی خرید و فروخت کے لیے رابطہ کریں۔ نیز احمد پور شرقیہ اور بہاول پور میں زرعی
سکنی، اور کمرشل جائیداد کے لیے بااعتماد ادارہ۔ حاجی غلام حسین بھٹہ 0307-4030700 محمد اختر 300-2422588

عبد القدیر گولڈ سمتھ و نگینہ ہاؤس

احمد پور شرقیہ میں پہلی بار خالص سونے کے زیورات شرعی طریقہ اجرت پر تیار کرائیں، خسارہ پالش نہیں لیا جائے گا

پرانی غلہ منڈی صادق بازار روڈ احمد پور شرقیہ

پروپرائٹرز: عبدالقدیر 0301-7776710 محمد رفیق 0306-8473277 مفتی محمد ابراہیم 0301-2888439

حافظ آٹوز ڈیکوریشن اینڈ سپیر پارٹ

ہمارے ہاں فینسی ٹینکی ٹاپے اور ڈیکوریشن کا سامان سستے داموں دستیاب ہے

کچہری روڈ بالمقابل ڈاکٹر یونس ہسپتال روڈ احمد پور شرقیہ... پروپرائیٹر: حافظ محمد ابراہیم...رابطہ: 0301-2439805

ہر قسم کے دیسی شربت اور عرقیات کا مرکز

لبرٹی مارکیٹ کنگن روڈ احمد پور شرقیہ

ہمارے ہاں ٹوپی، تسبیح، مسواک، رومال، خوشبو اور احرام وغیرہ ہمہ قسم دستیاب ہے۔

نکاح رجسٹرار: قاضی مولانا محمود الحسن 0301-6508710

اپنے جائز کاروبار کی تشہیر کے لیے مجلّہ الفتحیہ میں اشتہارات دیں۔ اشتہار کے لئے رابطہ 0307-4034570

احمد گولڈ سمتھ اینڈ گولڈ ٹیسٹ لیبارٹری

فینسی زیورات کا مرکز

ہمارے ہاں سونے و چاندی کے زیورات آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں
تیار شدہ بھی دستیاب ہیں

محمد احمد 0333-6356820 احمد رشید 0305-5637457

کوچہ جامع مسجد
صرافہ بازار احمد پور شرقیہ

راجہ گولڈ سمتھ

رابطہ عبدالمجید محمد سلمان راجہ
0301-7732680

یہاں پر سونے و چاندی کے زیورات
آرڈر پر اور تیار شدہ بھی دستیاب ہیں

گولڈن مارکیٹ نزد جامع مسجد احمد پور شرقیہ

حکم صمم آٹوز

یونائیٹڈ اور روڈ پرنس کے موٹر سائیکل اور لوڈر رکشے آسان اقساط پر دستیاب ہیں

CAUTEX

0302-2136778

بالمقابل حافظ ہوٹل KLP روڈ احمد پور شرقیہ
یہاں تمام ڈیزل و پیٹرول گاڑیوں کے آئل فروخت و تبدیل کیے جاتے ہیں

نیو عبدالوحید جنرل سٹور

New Abdul Waheed General Store

عبدالوحید 0302-7878487
محمد حسین 0309-8837008

ہمارے ہاں خیداری کا سامان ہول سیل ریٹیل دستیاب ہے

چھوٹی مکھی کا خالص شہد

پروپرائیٹر خالد محمود بھٹی احمد پور شرقیہ

0334-7870827, 0307-5807195

خالص دیسی گھی دستیاب ہے

ایک کال کریں یا میسج آپ کے دروازے پر

100% شور گارنٹی کے ساتھ